عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۴۲ | ۲۳تا۲۹؍جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶تا۲۲؍جنوری ۲۰۲۳ء | شمارہ:۳

اختلاف، افتراق اور انتشار سے بچیے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں تقسیم وراثت

س:......ایک شخص کی اولاد نرینہ نہیں ہے، صرف ایک بیٹی ہے اور بیوی ہے، کیا اس شخص کے انتقال کے بعد ساری جائیداد کی وارث اس کی بیٹی ہوگی یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس شخص کے بھائی، بہن نہیں ہیں، بلکہ بھتیجے ہیں، کیا یہ بھی وارث ہوں گے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

ج:......شریعت نے بیٹی کو خواہ باپ کی وراثت ہو یا ماں کی، کُل جائیداد کا وارث نہیں متعین کیا، بلکہ اگر ایک بیٹی ہو تو نصف جائیداد کی وارث ہوگی اور دو یا زیادہ ہوں تو دو ثلث کی وارث ہوں گی، اس کے بعد جو بچ جائے وہ دیگر ورثاء جو موجود ہوں گے ان کو ملے گا۔ ہاں! اگر کوئی بھی شرعی وارث موجود ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں رد کا قانون لاگو ہوگا اور سارا مال بیٹیوں کو واپس مل جائے گا، لیکن اگر کوئی عصبہ موجود ہوں جیسے میت کے بھائی یا میت کے بھتیجے تو پھر بیٹیوں کو ان کا حصہ ملنے کے بعد باقی مال ان عصبہ کو مل جائے گا، لہٰذا اس شخص کے انتقال کے بعد اس کی کُل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کو ملے گا اور نصف اس کی بیٹی کو ملے گا، جو بچ جائے گا وہ اس کے سب بھتیجوں میں برابر، برابر تقسیم ہوگا۔

مال زکوٰۃ کا کس طرح حساب کیا جائے؟

س:......میرے لیے اپنے مال کا صحیح طرح حساب لگانا بہت مشکل ہے کچھ لوگوں سے لینا ہے اور کچھ لوگوں کو دینا ہے جو کہ میرے ذمہ قرض ہے اور سال کے دوران جو خرچ کیا، یہ سب مجھے بہت مشکل معلوم ہوتا ہے کہ حساب کروں۔ ایسے میں، میں زکوٰۃ کس طرح ادا کروں؟ میری راہنمائی فرمائیں۔

ج:......آپ اپنے لئے ایک تاریخ متعین کرلیں اور ہر سال اس تاریخ کو اپنے کُل قابل زکوٰۃ اثاثہ اور مال کو محتاط اندازہ سے حساب کرکے جمع کریں اور جو واجبات آپ کے ذمہ ہیں اور جو قرض ادا کرنا ہے، اس کو کُل مالیت سے منہا کرکے باقی موجودہ کُل مالیت کا ڈھائی فیصد حصہ زکوٰۃ نکال دیا کریں۔ سال کے دوران اس متعین تاریخ تک جو کچھ خرچ ہوگیا، اس کے حساب کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ متعین تاریخ کو موجودہ مالیت کا تعین کرنا ضروری ہوتا ہے۔

صریح طلاق میں نیت کرنا ضروری نہیں

س:......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک عورت اپنے شوہر کے پاس طلاق کا پیپر لے کر جائے اور شوہر کچھ کہے بغیر طلاق کے پیپر پر دستخط کردے اور شوہر کے طلاق دینے کی نیت نہ ہو، تو اب پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں بغیر نیت کے دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، وضاحت فرمائیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں شوہر نے بیوی کے مطالبہ پر جس طلاق نامہ کے کاغذات پر دستخط کئے، اس میں صراحت کے ساتھ تین طلاق دینے کا ذکر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر نے تین طلاق کا علم ہونے کے باوجود دستخط کئے، لہٰذا اس طلاق نامہ کی رو سے اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، خواہ شوہر کی طلاق دینے کی نیت نہ بھی ہو، کیونکہ صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلا نیت بھی صریح طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگر کوئی جھوٹ میں بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور ان کا مذاق بھی حقیقت ہے۔ نکاح، طلاق اور عتاق یعنی اگر کوئی مذاق میں یا جھوٹ میں نکاح، طلاق یا عتاق کا معاملہ کرے تو وہ حقیقت میں واقع اور نافذ ہوجائے گا۔ اس میں نیت کا اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ یہ الفاظ (نکاح، طلاق، عتاق) خود ہی اس عقد کو نافذ کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۴۲ — ۲۳ تا ۲۹ رجمادی الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۲۲ رجنوری ۲۰۲۳ء — شمارہ: ۳

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میوؔ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ اور تحفظ ختم نبوت	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حسنِ اخلاق کی اہمیت (۲)	۹	مولانا مفتی محمد عبیداللہ قاسمی
حضرت براءؓ بن مالک انصاریؓ	۱۲	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
اختلاف، افتراق اور انتشار سے بچیے!	۱۵	ضبط وترتیب: حافظ خرم شہزاد
میری والدہ ماجدہ	۱۸	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں (۴)	۲۴	مولانا سعد کامران

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۲۰ (۷ سنہ نبوت کے واقعات)

۲:..... قریش کا یہ معاہدہ صرف زبانی نہیں تھا بلکہ باقاعدہ اس کی تحریری دستاویز تیار کی گئی اور اسے دیوارِ کعبہ سے آویزاں کردیا گیا، اس کی دفعات یہ تھیں:

۱:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب سمیت شہر بدر کیا جائے گا۔

۲:- قریش کا کوئی فرد ان سے رشتہ ناطہ نہیں کرے گا۔

۳:- ان تک کھانے پینے کی کوئی چیز پہنچنے نہیں دی جائے گی۔

۴:- کوئی شخص ان سے نہ کچھ خریدے گا، نہ ان کے ہاتھ فروخت کرے گا۔

۵:- جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حوالے نہیں کردیا جاتا، ان سے صلح نہیں ہوگی، نہ وہ کسی انسانی ہمدردی کے مستحق ہوں گے۔

۳:..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، بنوہاشم اور بنومطلب یہاں تین سال محصور رہے، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دستاویز کو دیمک نے چاٹ لیا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے اس کا کوئی حرف باقی نہ رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو اس کی اطلاع کی، اور ابوطالب نے قریش کو بتایا، مگر وہ آمادۂ تصدیق نہ ہوئے، ابوطالب نے کہا: ’’ذرا اسے کھول کر تو دیکھو!‘‘ چنانچہ اسے کھولا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے مطابق اسے بالکل صاف پایا، اس پر قریش شرمسار ہوئے، اس ظالمانہ دستاویز کو چاک کرڈالا، اور اپنے معاہدے سے دست کش ہوگئے، اس طرح تین سال بعد ۱۰ سنہ نبوّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کو اپنے گھروں میں واپسی نصیب ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس صحیفے کی خبر دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے، یہ واقعہ سیرت شامیہ وغیرہ مطولات میں مفصل مذکور ہے، یہاں ہم نے اَز راہِ اِختصار اس کا خلاصہ ذکر کردیا ہے۔ منصور بن عکرمہ بن ہاشم کا ہاتھ، جس ظالم نے یہ دستاویز لکھی تھی، شل ہوگیا اور یہ ایک مستقل معجزہ تھا۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ اور تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی، پاکستان کے پہلے مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع عثمانیؒ دیوبندی کے ہاں دیوبند میں حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی پیدا ہوئے۔ بغدادی قاعدہ سے لے کر تخصص تک کی تمام تعلیم اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی مختلف اساتذہ کرام سے دیوبند اور کراچی میں حاصل کی۔

اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور دارالعلوم کراچی کے مہتمم قرار پائے۔ آپ کے عہد اہتمام میں دارالعلوم کراچی نے جو ترقی کی اس سے ایک دنیا واقف ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کے تمام خیر کے کاموں کو عروج پر پہنچا دیا۔ ان کی تعلیمی، تنظیمی، تدریسی، تعمیراتی اور تربیتی تمام خدمات تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ آپ ایک مرنجاں مرنج طبیعت اور مثبت سوچ رکھنے والے وضع دار عالم دین تھے۔ معاملہ فہمی اور بالغ نظری ان کا پانی بھرتی تھی۔

تمام خیر کے کاموں میں تعاون اور سرپرستی، اختلافی امور سے کنارہ کشی اور لاتعلقی زندگی بھر ان کا شعار رہا۔ ان امور کو اس وقت زیر بحث لانا تو ٹھیک نہ ہوگا، مگر تحریر کے اس موڑ پر اسے پیش کئے بغیر چارہ نہیں کہ ایک وقت پاکستان میں ایسا آیا کہ ایک فرقہ کے متعلق کافر، کافر کی صدا سے وہ طوفان قائم ہوا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی، اور بھی بہت سارے مفتیان کرام ہوں گے، مگر بطور ادارہ کے سربراہ کے آپ کی شخصیت تھی جنہوں نے اصولی اختلاف کیا کہ زیر بحث طبقہ کے وجود میں آنے سے لے کر اس وقت ارباب فتویٰ، ائمہ کرام و مجتہدین نے علی العموم ان کی تکفیر کی بجائے تکفیر عقائد پر رکھی ہے، کہ جن کے یہ، یہ عقائد ہوں ان پر فتویٰ ہوگا ورنہ علی العموم سب پر نہیں۔ اس وقت کے سورماؤں نے اس پر بہت زور لگایا مگر واحد ذات گرامی ہمارے ممدوح کی تھی جنہوں نے سنا، ان سنا کر دیا۔ مگر اپنے موقف پر مضبوط پہاڑ کی طرح قائم رہے۔ پھر وقت آیا کہ دنیا نے دیکھا کہ نعرہ لگانے والے حضرات خود اس نعرہ کو ترک کرنے کے علمبردار بن گئے۔ گویا ربع صدی کی خرابی بسیار کے بعد ان حضرات نے وہی موقف اختیار کیا جو حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ اور ائمہ حرمین کا تھا۔ اس سے بڑھ کر حضرت ممدوح کی بالغ نظری اور اصول پسندی کے لئے مزید کیا دلیل پیش کی جائے۔

قارئین کرام! دنیا جانتی ہے کہ ہمارے ممدوح حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی کے والد گرامی، محدث زمانہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے اجل شاگرد تھے۔ اپنے استاذ گرامی کی ہدایت پر آپ نے ہدیۃ المہدیین فی تفسیر آیت خاتم النبیین عربی میں لکھی، جس کا اردو ترجمہ ختم نبوت

کامل کے نام سے ہوا۔ایک صدی سے زائد وقت ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے یہ کتاب بنیادی ماخذ کا کام دے رہی ہے۔پھر حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے ’’التصریح بماتواتر فی نزول المسیح ‘‘ گراں قدر کتاب اپنے استاذ محدث کشمیریؒ کی زیر ہدایت مرتب فرمائی۔اسی طرح قادیانیوں کے خلاف آپ نے مزید رسائل بھی ردقادیانیت پر مرتب کئے جن میں سے آٹھ رسائل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت کی جلد تیرہ (ص ا تا ۲۰۵) میں شائع کرنے کی عزت حاصل کی۔علاوہ ازیں آپ نے متعدد عوامی اجتماعات میں بیانات کے ذریعہ اور پھر قادیانیوں سے مناظروں کے ذریعہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا۔

ہمارے ممدوح حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی میں بھی اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ’’علامات قیامت اور نزول المسیح ‘‘ کے نام سے دوسو صفحات کی کتاب مرتب فرمائی جو مکتبہ دارالعلوم کراچی سے بڑی آب وتاب کے ساتھ بیسیوں بار شائع ہوئی۔

حسن اتفاق قرار دیں یا قدرت کی دین، عجیب بلکہ عجیب تر کہ آپ کے والد گرامی نے اپنی کتاب ھدیۃ المھدیین کے تین حصے کئے تھے:(ا)ختم نبوت فی القرآن، (۲)ختم نبوت فی الحدیث، (۳)ختم نبوت فی الآثار وغیرہ۔ ہمارے ممدوح حضرت مفتی محمد رفیع عثمانیؒ نے بھی اپنی کتاب کے تین حصے کئے:

(ا) حصہ اوّل میں اپنے والد گرامی کے رسالہ مسیح موعود کو اعلیٰ توضیح وعمدہ تشریح کے ساتھ درج کیا، پھر ثابت کیا کہ سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام کی ایک بھی علامت ونشانی جھوٹے مدعی مسیح موعود مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی، پھر ایک تقابلی نقشہ (جدول) باحوالہ مرتب کیا کہ مسیح علیہ السلام کی جو نشانیاں وعلامات قرآن وسنت سے ثابت ہیں جن کی آپ نے ایک سو پچھتر تعداد باحوالہ تحریر فرمائی اور پھر تقابل کرتے ہوئے جدول میں اسی صفحہ پر ثابت کیا کہ یہ علامت مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھیں، اس تقابل میں آپ نے مرزا قادیانی کو سو فیصد جھوٹا، دجال وکذاب ثابت کرکے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا۔

(۲) دوسرے حصہ میں التصریح بماتواتر فی نزول المسیح میں مندرجہ تمام (ایک سو سولہ احادیث نزول مسیح) احادیث کا ترجمہ کردیا اور جگہ جگہ حواشی میں توضیح، تشریح وتطبیق اور قادیانی اعتراضات کے جوابات بھی درج فرماکر سونے پر سہاگہ کردیا۔

(۳) تیسرے حصہ میں آپ نے علامات قیامت پر ایک وقیع مقالہ شامل کیا، جو بجائے خود ایک وقیع علمی ومعلوماتی دستاویز ہے۔تحریک ختم نبوت نامی کتاب میں ہم درج کرچکے ہیں کہ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے جلسہ کے موقع پر ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دعوت پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں تشریف لائے اور یہ کہ مجلس کا رکنیت فارم بھی پُر فرمایا۔زیر قلم تحریر میں اوپر مذکور ہوا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قادیانیت کے تعاقب میں عوامی اجتماعات اور مناظروں میں بھی شرکت فرماتے تھے، ہمارے ممدوح حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے اپنے والد گرامی کے اس محاذ میں بھی جانشینی کا حق ادا کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس سینٹرل جامع مسجد برمنگھم کے اجلاس منعقدہ ۱۶/اگست ۱۹۹۲ء میں بعد نماز ظہر تشریف لائے، خطاب فرمایا جسے بعد میں مکرم جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا کی خواہش پر حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی نے کاغذ پر منتقل کیا جو بعد میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں شائع ہوا۔

اس پر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے نظر ثانی کی اور آپ کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی کے حکم پر بیت العلوم نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور سے پمفلٹ کی شکل میں ’’عقیدہ ختم نبوت اور اس کا تحفظ‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا۔اس کے دو اقتباس ملاحظہ ہوں:

قادیانی فتنے کی سرکوبی:

’’میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ قادیانیت کے رد اور اس کے تعاقب میں خرچ کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ جب یہ قادیانی فتنہ بڑھنے لگا تو میں اپنے استاذ محترم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ملاقات طویل مدت کے بعد ہوئی تھی، میں نے دیکھا کہ حضرت کے چہرے پر کمزوری اور حزن وملال کے آثار ہیں، میں نے خیریت دریافت کی تو فرمایا:’’خیریت کیا پوچھتے، ہوزندگی برباد ہوگئی۔‘‘ خیال فرمایئے، کون کہہ رہا ہے کہ عمر برباد ہوگئی؟ وہ جس نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کی حفاظت، اس کی نشرو اشاعت، اسلامی علوم کے درس وتدریس اور حضور ﷺ کی احادیث کی خصوصی تحقیق میں صرف کیا تھا اور جس کے ہزاروں شاگرد ہیں، آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں جو کوئی عالم دین موجود ہے، گوبراہ راست ان کا شاگرد نہ ہو کیوں کہ اب غالباً ان کا کوئی شاگرد زندہ نہیں ہے، لیکن ان کے شاگردوں کا شاگرد ہے، یا شاگردوں کے شاگردوں کا شاگرد ہے۔ اس مجمع میں بھی جو علماء کرام موجود ہیں، بلا استثناء کوئی ان کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا یا شاگردوں کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا۔ اتنا کام اللہ رب العالمین نے حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ سے لیا، وہ کہتے ہیں کہ میری عمر برباد ہوگئی، جس کے شاگرد مولانا مفتی محمد شفیع اور علامہ بنوریؒ جیسے علمائے وقت ہوں، جس کے شاگرد مولانا بدر عالمؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسے محدثین ہوں، مولانا قاری محمد طیبؒ اور مولانا مناظر احسن گیلانیؒ جیسے محققین ہوں وہ یوں کہہ رہا ہے کہ میری عمر برباد ہوگئی؟

حضرت والد صاحبؒ فرماتے ہیں، میں نے پوچھا: حضرت! کیا بات ہوئی؟ فرمایا: عمر برباد ہوگئی، ہم مدرسوں میں معتزلہ کے مذاہب پڑھاتے رہے، ان کا رد کرتے رہے، خوارج، کرامیہ، مرجیہ، جہمیہ کے مذاہب پڑھاتے اور ان کا رد کرتے رہے اور فقہی مسائل میں فقہ حنفی کی ترجیح بیان کرنے میں اپنی توانائیاں خرچ کرتے رہے، لیکن اب یہ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ کھول دیا ہے، قادیانیت کا یہ فتنہ مسلمانوں کو مرتد اور کافر بنا رہا ہے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اتنی بڑی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور ہم یہاں دوسرے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، فرمایا کہ:’’تم میری خیریت پوچھتے ہو؟ جب سے اس قادیانی گروہ کے حالات پڑھے اور سنے، میری بھوک بھی اڑ گئی ہے اور نیند بھی۔‘‘ والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا کسی اور کام میں دل نہیں لگتا تھا بس وہ اپنی زندگی کا باقی حصہ اس فتنہ کی سرکوبی میں خرچ کرنا چاہتے تھے۔

ملحدین کی تکفیر کا اصول:

چنانچہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اس سلسلہ میں خود بڑی عظیم کتابیں تالیف کیں اور اپنے نابغہ روزگار شاگردوں کو بھی اس مہم پر لگا دیا۔ اس مسئلے کے جتنے علمی پہلو اور علمی گوشے تھے ان کو اپنی دوررس اور دقیقہ رس تحقیق سے حل کیا اور ضخیم ضخیم کتابیں لکھیں۔ آپ کی عربی تصنیف ’’اکفار الملحدین‘‘ بھی اس سلسلے کا ایک بڑا تحقیقی کارنامہ ہے۔ اس وقت عام طور سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ یہ قادیانی ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کا کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں، تمام رسولوں کو بھی مانتے ہیں، سب فرشتوں کو بھی مانتے ہیں اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، پھر ان کو مسلمان کیوں نہیں کہا جاتا؟ اور ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

اسی سوال کے جواب میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے وہ مشہور عربی کتاب تالیف فرمائی جس کا نام ’’اکفار الملحدین‘‘ ہے۔ اس میں اس مسئلہ کی بے مثال تحقیق فرمائی ہے کہ کسی ملحد اور بے دین اور زندیق کو کافر قرار دینے کے کیا اصول ہیں اور کیا شرائط ہیں؟ کن پابندیوں اور احتیاطوں

کے ساتھ کسی کو کافر کہا جا سکتا ہے اور اسے کافر کہنا واجب ہو جاتا ہے؟ جس کا حاصل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اسلام کی تمام تعلیمات کو مانتا ہو لیکن اگر کوئی ایک بات جس کا ثبوت قرآن کریم سے یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ سے صراحتاً ہوا ہو، اس کی حقانیت سے منکر ہو جائے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ایسی تعلیمات میں سے کسی ایک بات کو حق ماننے سے انکار کر دیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو العیاذ باللہ جھوٹا کہہ دیا اور رسول کو جھوٹا کہنے والا کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ یہ قادیانی سب چیزیں مانتے ہیں لیکن ختم نبوت کے جو معنی قرآن کریم اور سنت متواترہ نے مقرر اور متعین کر دیئے ہیں، اس کا انکار کرتے ہیں۔ میرے والد ماجدؒ کی ایک کتاب جس کا نام ”ختم نبوت“ ہے اس میں حضرتؒ نے قرآن کریم کی ایک سو دس آیات نقل فرمائی ہیں جن سے پوری طرح واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آ سکتا۔ کسی قسم کا چھوٹا یا بڑا، ظلی یا بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی نہ رسول آ سکتا ہے نہ نبی آ سکتا ہے اور جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا وہ بدترین جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ اسی طرح اس کتاب میں دو سو سے زیادہ احادیث رسول اللہ ﷺ نقل فرمائی ہیں اور پھر اجماع امت کو نقل فرمایا ہے اور اکابرین امت کے اقوال نقل کئے ہیں جن کا حاصل یہی ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہوگا وہ کافر ہوگا۔

خوب یاد رکھئے! جس طریقہ سے قرآن کریم کے کسی لفظ کا انکار کفر ہے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ پورے قرآن کو مانتا ہوں لیکن صراط مستقیم کے اندر جو لفظ صراط ہے اس کو نہیں مانتا، یا لفظ مستقیم کو نہیں مانتا، یا اس کی ”ر“ کو نہیں، یا اس کی ”ط“ کو نہیں مانتا۔ گویا کسی ایک حرف کا بھی انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس نے قرآن کریم کے ایک جز کا انکار کر دیا۔ تو جس طرح قرآن کریم کے کسی لفظ کا انکار کفر ہے، اسی طرح قرآن کریم یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ سے قطعی طور پر ثابت ہونے والے مضمون کے کسی ایک حصہ کا انکار کر دینا بھی کفر ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ بھی قرآن کریم کی سو سے زیادہ آیات اور دو سو سے زیادہ احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر پوری امت کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی نمازیں پڑھتا ہو اور کتنے ہی روزے رکھتا ہو اور اگرچہ زبان سے کلمہ طیبہ بھی پڑھتا ہو۔

مثلاً دیکھئے! قرآن کریم نے کتنے واشگاف انداز میں فرمایا کہ: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ (الاحزاب:۴۰) {محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن یہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں (آپ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں)}

چنانچہ ہمارے بزرگوں نے قادیان میں جا جا کر قادیانیوں کو للکارا اور ان سے مناظرے کئے اور ہر مرتبہ یا تو انہوں نے راہ فرار اختیار کی اور اگر کبھی مناظرے کئے تو شکست فاش کھائی۔“ (عقیدہ ختم نبوت اور اس کا تحفظ ص ۸ تا ۱۵)

اسی رسالہ سے حضرت مولانا محمد رفیع عثمانیؒ کے بیان کا دوسرا اقتباس:

میرے ایک استاذ کا واقعہ:

”مجھے یاد ہے کہ جب میں دارالعلوم کراچی میں عربی صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا تو ہمارے ایک استاذ حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحبؒ تھے جن کا آزاد کشمیر میں حال ہی میں انتقال ہوا ہے، ان سے ہم نے فارسی پڑھی تھی، ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، نئی نویلی دلہن گھر میں تھی کہ انہی دنوں میں قادیانیوں نے ایک بڑی کانفرنس کراچی میں منعقد کی۔ جہانگیر پارک اس زمانے میں کراچی کا مشہور باغ تھا۔ بڑے بڑے جلسے وہیں ہوتے تھے۔ جہانگیر پارک ہمارے گھر سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا اور مغرب کے بعد قادیانیوں کا جلسہ شروع ہونے والا تھا۔ ہمارے استاذ

(باقی صفحہ:25 پر ملاحظہ فرمائیں)

حسنِ اخلاق کی اہمیت

مولانا مفتی محمد عبیداللہ قاسمی بہرائچی

دوسری قسط

سفرِ طائف میں لوگوں کا برتاؤ اور حضور ﷺ کا طرزِ عمل:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت وتبلیغ کے لیے طائف کا سفر کیا اور وہاں کے سرداروں کو توحید کی دعوت دی تو وہ لوگ بڑی بے رخی اور ذلت کے ساتھ پیش آئے، پھر آپ ﷺ نے اور لوگوں سے بھی گفتگو فرمائی؛ لیکن انھوں نے بجائے قبول کرنے کے یہ کہا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور اسی پر بس نہیں کیا؛ بلکہ انھوں نے شہر کے اوباش لڑکوں کو پیچھے لگادیا کہ وہ آپ کا مذاق اڑائیں، تالیاں بجائیں اور پتھر ماریں، جس سے آپ شدید زخمی ہوگئے، حتی کہ آپ ﷺ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہوگئے، ان سب کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا، ان کو برا بھلا نہیں کہا؛ حتی کہ جب پہاڑوں کا فرشتہ آپ کے پاس آیا اور سلام کے بعد عرض کیا: اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملادوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا جو سزا آپ تجویز فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے عتاب اور سزا تجویز نہیں کی؛ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے، تو ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں، جو اللہ کی عبادت کریں۔“ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ”فضائل اعمال“ میں سفرِ طائف کا قصہ نقل کرنے کے بعد فائدہ کے تحت لکھتے ہیں:

”یہ ہیں اخلاق اس کریم ذات کے جس کے ہم لوگ نام لیوا ہیں کہ ہم ذرا سی تکلیف سے، کسی کے معمولی سی گالی دے دینے سے ایسے بھڑک جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر اس کا بدلہ نہیں اترتا، ظلم پر ظلم اس پر کرتے رہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں اپنے محمدی ہونے کا، نبی کے پیرو بننے کا، نبی کریم ﷺ اتنی سخت تکلیف اور مشقت اٹھانے کے باوجود نہ بد دعا فرماتے ہیں نہ کوئی بدلہ لیتے ہیں۔“ (فضائل اعمال، ۱/ ۲۳)

ایک بدزبان یہودی کا واقعہ:

زید بن سعنہ یہودی سے کسی موقع پر آپ ﷺ نے قرض لیا تھا، وہ یہودی وقت مقررہ سے تین دن پہلے ہی قرض کا تقاضا کرنے لگا اور بڑے گستاخانہ انداز میں شانۂ مبارک سے چادر کھینچتے ہوئے بدزبانی شروع کردی اور کہنے لگا: تم بنی عبدالمطلب! بڑے وعدہ خلاف ہو۔ اس کی بدکلامی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے، ان سے برداشت نہیں ہوا، انھوں نے جھڑک کر اسے روکنا چاہا، تو حضور ﷺ نے انھیں روک کر فرمایا: ”اے عمر! تم نے ہم دونوں سے وہ طرزِ عمل نہیں اختیار کیا جو ہونا چاہیے تھا، مناسب یہ تھا کہ تم اسے جھڑکنے کے بجائے مجھے ادائے قرض اور وعدہ پورا کرنے کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب اور نرمی سے تقاضا کرنے کی ہدایت کرتے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ یہودی کا قرض ادا کریں اور اسے مزید بیس صاع جو دیں۔“

اس طرزِ عمل اور عفو و درگزر کو دیکھ کر یہودی بہت متاثر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ یہودی کہا کرتا تھا کہ ”نبی آخر الزماں میں مجھے ساری نشانیاں معلوم تھیں؛ لیکن دو باتوں کو میں نے آزمایا نہیں تھا: ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غصہ سے زیادہ ہے، دوسرے یہ کہ ان پر جتنی سختی کی جائے اتنی ہی نرمی اور مہربانی بڑھتی چلی جاتی ہے، ان دو علامتوں کو بھی میں نے دیکھ لیا، اب آپ کی رسالت پر مجھے کوئی شک نہیں۔“ (مستفاد: المہذب: ۴/ ۲۱۷۸)

عدی بن حاتم طائیؓ کے قبول اسلام کا واقعہ:

سیرت ابن ہشام میں پورا قصہ ابن اسحاقؒ کے حوالے سے مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مذہب عیسائیت کے پیروکار تھے، اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور قبیلہ بنی طے سے ایک چوتھائی مال غنیمت وصول کر کے گزر بسر کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب کسی نے مجھے محمد بن عبداللہ (حضور ﷺ) کے بارے میں بتایا، تو ان کا نام سنتے ہی مجھے شدید نفرت محسوس ہوئی اور جب ان کی فوجیں مدینہ کے اردگرد علاقوں میں

نکلنے لگیں، تو مجھے فکر ہونے لگی اور میں نے اپنے ایک عربی غلام سے کہا: ”تیرا بھلا ہو! میرے لیے موٹے تازے تیز رفتار اونٹوں کا ایک گلہ تیار رکھنا، جوں ہی محمد (ﷺ) کے لشکروں کی خبر پہنچے، مجھے مطلع کر دینا۔ ایک دن وہ دوڑتا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا: محمد (ﷺ) کے لشکر آ گئے ہیں، یہ سنتے ہی میں اہل وعیال کو اونٹ پر بٹھا کر اور ضروری ساز وسامان لے کر ملک شام کی جانب اس خیال سے چل دیا کہ وہ میرے ہم مذہب ہیں اور اس بھگدڑ میں میری بہن سفانہ پیچھے رہ گئی جو روانگی کے وقت کسی ضروری کام سے کہیں گئی ہوئی تھی۔

اسلامی فوج بنوطے کو شکست دے کر بہت سی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مدینہ لے گئی، ان قیدیوں میں میری بہن سفانہ بنت حاتم بھی تھی اور ان سب کو مسجد کے قریب احاطہ میں رکھا گیا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے، تو وہ کھڑی ہو گئی اور کہا: ”یارسول اللہ! ہلک الوالد وغاب الوافد فامنن عليّ منّ اللّٰہ علیک “ یعنی یارسول اللہ! میرا باپ فوت ہو گیا اور سرپرست بچھڑ گیا، آپ مجھ پر احسان فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا سرپرست کون ہے؟ اس نے جواب دیا: عدی بن حاتم۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے دور بھاگتا ہے؟ یہ کہہ کر آپ ﷺ چلے گئے، دوسرے دن بھی جب آپ ﷺ کا قیدیوں کے پاس سے گزر ہوا، تو مذکورہ سوال وجواب ہوئے اور تیسرے دن جب سفانہ بنت حاتم نے درخواست دہرائی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم پر احسان کیا اور تم سب کو آزادی دے دی ہے۔“ جاتے وقت انہوں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے جوڑا عنایت فرمایا، سواری اور سفر خرچ وغیرہ دے کر اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنی بہن کے حوالے سے بہت پریشان تھا اور اسی فکر میں رہتا تھا، ایک دن وہ شام کے قافلے کے ساتھ میرے پاس ملک شام آ پہنچی اور پہنچتے ہی مجھے کوسنا شروع کر دیا کہ قطع رحمی کرنے والے ظالم تو نے اپنے بال بچوں کے ساتھ راہ فرار اختیار کر لی اور اپنے باپ کی بیٹی اور اس کی عزت کو چھوڑ آیا۔ معافی تلافی کے بعد میں نے اس سے پوچھا: تم نے اس شخص (محمد ﷺ) کو کیسا پایا اور اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: میری رائے یہ ہے کہ تم فوراً اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر یہ شخص اللہ کا نبی ہے، تو اس کی جانب جلدی جانا باعث فضیلت ہے اور اگر وہ بادشاہ ہے، تو لوگوں کی قدر کرنا جانتا ہے، اس کے یہاں عزت والوں کو ذلیل نہیں کیا جاتا اور تمہارا مقام ومرتبہ ہر ایک جانتا ہے۔

میں نے اس کی رائے پر مدینہ کا رخ کیا۔ مدینہ پہنچا تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے سلام کیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کون؟ میں نے کہا: عدی بن حاتم طائی۔ آپ ﷺ نے میرا پرجوش استقبال کیا اور مجھے اپنے گھر لے گئے، راستے میں ایک کمزور بوڑھی عورت نے انھیں روک لیا، آپ ﷺ دیر تک اس کی باتیں سنتے رہے اور وہ اپنی مشکلات اور ضروریات بیان کرتی رہی۔ میں نے اپنے دل میں کہا: خدا کی قسم یہ بادشاہ تو نہیں ہیں، پھر گھر پہنچ کر آپ ﷺ نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا گدا میری طرف بڑھایا اور فرمایا: اس کے اوپر بیٹھ جاؤ، میں نے کہا: نہیں، آپ اس پر تشریف رکھیں، مگر آپ نے حکم دیا: تم اس پر بیٹھو۔ میں گدے پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ اب میں نے پھر دل میں کہا: خدا کی قسم یہ تو بادشاہوں والا معاملہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو رکوسی (ایک مذہبی گروہ) فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا؟ میں کہا: جی ہاں! میں رکوسی ہوں۔ آپ ﷺ کا دوسرا سوال تھا: کیا تم اپنی قوم سے مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول نہیں کرتے تھے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وصولی تمہارے دین کے مطابق حلال نہ تھی؟ میں نے کہا: جی! آپ کا فرمان درست ہے۔ اب میں بخوبی جان گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں: کیونکہ جو باتیں عربوں کو بالکل معلوم نہیں تھیں، آپ ان سے واقف ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک چبھتا ہوا سوال پوچھا کہ اے عدی! شاید دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت

ختم نبوت کانفرنس، قصور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اہتمام ۲ نومبر ۲۰۲۲ کو بعد نماز عشا قصبہ روڈہ تحصیل پتوکی (قصور) میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس کی صدارت قاری عبداللہ رحیمی نے کی۔ نعت شریف مولانا اکرام اللہ مجددی اور مولانا غلام اللہ نے پیش کی، جبکہ اس پروگرام کی نگرانی مولانا عبداللہ انور نے فرمائی۔ اس موقع پر مولانا قاضی مطیع اللہ سعیدی اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مدلل بیانات کیے۔ یہ کانفرنس مولانا مفتی محمد عاطف کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

بہت کمزور ہے؟ خدا کی قسم مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ دینے والے سبھی ہوں گے اور لینے والا کوئی نہ ہوگا اور شاید یہ بات بھی مانع ہو کہ یہ لوگ تعداد میں بہت کم ہیں اور پوری دنیا ان کی دشمن ہے؟ خدا کی قسم دین کا غلبہ اس طرح ہوگا کہ تو سنے گا اور دیکھے گا کہ ایک خاتون زیورات سے لدی تن تنہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قادسیہ سے سوار ہوگی اور حج بیت اللہ کے لیے مکہ کا سفر کرے گی اور اسے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ اے عدی! ممکن ہے کہ تو نے سوچا ہو دنیا میں بہت سے بادشاہ اور سلاطین ہیں اور ان لوگوں میں کوئی تاجدار نہیں ہے۔ بخدا تو سن لے گا کہ بابل کے سفید محلات ان لوگوں کے ہاتھوں فتح ہو جائیں گے، قیصر و کسریٰ ہلاکت سے دوچار ہوں گے اور کوئی کسریٰ پھر اس تخت پر نہ بیٹھے گا۔

عدی کہتے ہیں یہ سن کر میں نے اسلام قبول کر لیا اور وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دو باتیں دیکھ لی ہیں: بابل کے محلات بھی فتح ہو چکے ہیں اور قادسیہ سے تنہا سفر کرنے والی عورت بھی میں نے دیکھی ہے، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیسری بات بھی ضرور پوری ہوگی اور صدقہ وخیرات لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مستفاد: سیرت ابن ہشام، قدوم عدی بن ابی حاتم، ۴/۲۲۰، ط: دار الکتاب العربی)

اس پورے واقعہ پر نظر ڈالیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق کی حسین اور خوبصورت تصویر موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی بہن کے ساتھ کیسا اچھا برتاؤ کیا کہ انھیں صرف آزاد ہی نہیں کیا؛ بلکہ اعزاز و اکرام کے ساتھ جوڑا عنایت فرما کر اور سواری اور سفر خرچ کا انتظام کر کے رخصت کیا۔ پھر حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی آمد پر ان کا پرجوش استقبال کیا اور صرف اتنا ہی نہیں؛ بلکہ انھیں اپنے گھر لے گئے اور خود زمین پر بیٹھ کر انھیں گدے پر بٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انھیں اخلاق اور برتاؤ سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام کا دامن تھاما۔

غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر طرح کے افراد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور عمدہ حسنِ معاشرت کی مثالیں بھری پڑی ہیں؛ حتیٰ کہ بے زبان جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی اچھے سلوک کی تعلیم دی ہے اور مختلف قسم کی احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو بھی اسی کی تعلیم دی ہے؛ چنانچہ اسی تعلیم کی بدولت اور مسلمانوں کے عمدہ اخلاق اور حسن معاشرت کو دیکھ کر بے شمار لوگ دامن اسلام میں داخل ہوئے، اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یہ ایک بدیہی اور واضح حقیقت ہے کہ پوری دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت میں اچھے اخلاق کا بڑا اہم رول ہے؛ لیکن بدقسمتی سے آج مسلمانوں کے اندر سے یہ صفت بالکل معدوم سی ہوگئی ہے۔ تاجر ہو یا کاشت کار، ڈاکٹر ہو یا انجینئر، استاد ہو یا شاگرد، ملازم ہو یا نوکر، مزدور ہو یا مستری اور مرد ہو یا عورت سبھی کسی نہ کسی درجہ میں بد اخلاقی کا شکار ہیں؛ جب کہ حسن خلق فطری تقاضا ہونے کے ساتھ اسلامی تعلیمات کا بھی بہت اہم حصہ ہے اور بے شمار فضائل قرآن واحادیث میں خوش خلقی پر وارد ہوئے ہیں۔ دوسری طرف غیروں کے اخلاق، سلوک اور رویے میں نسبتاً بہت بہتری ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ؛ بلکہ مسلمان بھی غیروں کی دکانوں پر سامان لینے کے لیے جانا اور ان سے معاملات کرنا پسند کرتے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی بد خلقی کی وجہ سے مسلمان بھی ان کی دکانوں سے کتراتے ہیں اور ان سے معاملات کرنا گوارا نہیں کرتے؛ چنانچہ غیر لوگ ترقی کرتے جا رہے ہیں اور مسلمان محنت کرنے کے باوجود بھی دن بدن پستی کی طرف جا رہے ہیں اور مسلمانوں کی اسی بد خلقی، فریب، دھوکہ دہی، خیانت اور معاملات وغیرہ میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام سے بدظن ہو رہے ہیں، گویا مسلمان اسلام کی طرف دعوت دینے کے بجائے جانے انجانے لوگوں کے قبول اسلام میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور یہ کتنی بڑی بدنصیبی اور کتنا بڑا جرم ہے!!۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اور تمام امت مسلمہ کو خوش خلقی، حسن اخلاق، حسن معاملہ، صلہ رحمی، وسعت ظرفی اور حسن معاشرت جیسی عظیم صفات سے متصف ومزین فرمائے اور زندگی کے تمام شعبوں میں انھیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے! آمین۔ ★★★

تحفظِ ختم نبوت کورسز، اوکاڑہ

گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اوکاڑہ ضلع کی مختلف مساجد میں ختم نبوت کورسز رکھے گئے، ان میں جامعہ مدینۃ الخیر صابری کالونی، گورنمنٹ کالونی فاروقیہ، جامع مسجد قبا باجوہ کالونی، جامع مسجد مدنی بصیر پور شامل ہیں۔ ان کورسز کی مختلف نشستوں میں مولانا فضل الرحمٰن منگلہ مبلغ ختم نبوت شیخوپورہ اور مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ ختم نبوت اوکاڑہ کے بیانات ہوئے۔ سوالات و جوابات کی بھی نشست منعقد کی گئی اور درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ ان کورسز کی صدارت مولانا قاری الیاس نے کی، جبکہ مولانا قاری غلام محمد انور نے سرپرستی فرمائی۔ طلبا اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة" زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

"جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔" (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کے بال پراگندہ ہوتے ہیں اور وہ غبار آلود ہوتے ہیں۔ بوسیدہ کپڑوں پر گزارہ کرتے ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر یہ لوگ اللہ پر کوئی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ انہیں میں سے براء رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ترمذی مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم، بحوالہ کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم)۔

وہ پراگندہ مو، نحیف الجثہ، ہلکے پھلکے، دبلے پتلے اور چھریرے بدن کے مالک تھے۔ بظاہر ان کی شخصیت میں کوئی کشش نہ تھی۔ دیکھنے والے ان کے اوپر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر اپنی نگاہیں پھیر لیتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی شجاعت وجواں مردی کا یہ حال تھا کہ جنگ مغلوبہ میں دشمن کی کثیر تعداد کو قتل کرنے کے علاوہ انہوں نے انفرادی جنگ میں ایک سو مشرکین کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ تلوار کے دھنی، نہایت شجاع اور جنگ کے وقت آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے تھے۔ اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو یہ حکم دیا تھا کہ انہیں لشکر مجاہدین کے کسی دستے کی قیادت پر مامور نہ کیا جائے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے اقدام کے ذریعہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں گے۔

یہ ہیں خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ۔ ان کی جرأت وشجاعت کے کارنامے اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم ان کو بیان کرنے لگیں تو سلسلہ بیان دراز اور وقت تنگ ہوجائے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلیرانہ کارناموں میں سے صرف ایک کا ذکر کر دیا جائے جو ان کے باقی کارناموں پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہو۔

اس کہانی کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ جب عرب قبائل بڑی تعداد میں دین اسلام کو چھوڑ کر اس میں سے بالکل اسی طرح نکل گئے جس طرح وہ فوج درفوج اس میں داخل ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ مکہ، مدینہ، طائف اور ادھر ادھر کے چند قبائل کے سوا جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے ایمان پر جما دیا تھا کوئی اسلام پر باقی نہیں رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ہلاکت خیز اور تباہ کن فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہوگئے اور ان کے استقبال کے لیے بلند اور مضبوط پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے مہاجرین و انصار پر مشتمل گیارہ لشکر ترتیب دیئے اور ان کے لیے گیارہ علم تیار کر کے ان کے قائدین کے حوالے کرتے ہوئے انہیں جزیرہ عرب کے مختلف علاقوں میں روانہ کیا تاکہ وہ مرتدین کو حق وہدایت کی راہ پر واپس لائیں اور دین حق سے منحرف ہونے والوں کو بزور شمشیر جادہ حق کی طرف پلٹ آنے پر مجبور کر دیں۔

ان مرتدین میں مسیلمہ بن حبیب کذاب کا قبیلہ بنو حنیفہ کثرتِ تعداد، جنگی مہارت اور شجاعت و دلیری کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ مسیلمہ کی حمایت وتائید کے لیے اس کے اپنے قبیلے اور اس کے حلیف قبائل کے چالیس ہزار جنگجو اکٹھے ہوگئے تھے۔ ان کی اکثریت نے مسیلمہ پر ایمان لانے کے

بجائے محض قبائلی عصبیت کی بنا پر اس کی پیروی اختیار کی تھی۔ ان میں سے بعض کا یہ کہنا تھا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ جھوٹا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں مگر ربیعہ کا کذاب (مسیلمہ) مضر کے صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

مسیلمہ نے مسلمانوں کے پہلے لشکر کو جو اس سے لڑنے کے لیے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی قیادت میں نکلا تھا۔ شکست دے کر الٹے پاؤں واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کی جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دوسری فوج روانہ کی جس میں انہوں نے انصار و مہاجرین میں سے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر دیا تھا۔ اس فوج کے ہراول میں حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے بہادر اور جانباز مسلمان مجاہدین شامل تھے۔

دونوں فوجیں نجد میں یمامہ کے مقام پر ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائیں اور جنگ شروع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد مسیلمہ کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ زمین مسلمانوں کے پاؤں کے نیچے سے سرکنے لگی اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کے حامیوں نے آگے بڑھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے پر حملہ کر دیا اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور اگر بنو حنیفہ ہی کے ایک شخص (مجاعہ) نے امان نہ دی ہوتی تو انہوں نے ان کی بیوی (حضرت ام حکیمؓ) کو قتل بھی کر دیا ہوتا۔ اس وقت مسلمانوں کو زبردست خطرے کا احساس ہوا۔ انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ اس بات کو محسوس کیا کہ اگر وہ مسیلمہ سے شکست کھا جاتے ہیں تو آج کے بعد نہ کوئی اسلام کی حمایت میں کھڑا رہ سکے گا نہ پورے جزیرہ عرب میں خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش ممکن ہوگی۔ یہ احساس ہوتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ بڑی سرعت کے ساتھ فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی اس طرح از سر نو ترتیب قائم کی کہ مہاجرین کو انصار سے اور بادیہ نشین قبائل کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا اور ہر قبیلہ کے افراد کو انہی میں سے کسی کی قیادت میں منظم کیا تاکہ جنگ میں ہر ایک فریق کی کارکردگی کا صحیح صحیح اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان فوج کس محاذ پر کمزور پڑ رہی ہے۔

دونوں فوجوں میں ایسی سخت اور خونریز جنگ برپا ہوئی کہ اس سے قبل مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں گزری تھی۔

مسیلمہ کی قوم نے اس جنگ میں غیر معمولی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ وہ معرکہ کارزار میں مضبوط چٹانوں کی طرح ڈٹ گئے اور انہوں نے اپنے مقتولین کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کی، اور نہ اس کی وجہ سے انہوں نے حوصلے پست ہونے دیے نہ ان کے قدموں میں لغزش ہوئی۔ مسلمان مجاہدین نے بھی حیرت انگیز بہادری اور بے مثال جواں مردی کے مظاہرے کیے اور جرأت و شجاعت کے ایسے ایسے شاندار اور فقید المثال کارنامے انجام دیے کہ اگر ان کو یکجا کر کے مرتب کر دیا جائے تو ایک لاجواب رزمیہ وجود میں آجائے۔

یہ ہیں انصار کے علم بردار حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ وہ اپنے جسم پر خوشبو لگاتے ہیں، کفن پہنتے ہیں اور زمین میں گڑھا کھود کر اس میں پنڈلیوں تک اتر کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنی جگہ پر جم کر لڑتے ہیں۔ اپنے قبیلے کے جھنڈے کی حفاظت کرتے ہیں اور لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے ہیں اور یہ ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کو للکار رہے ہیں۔

”لوگو! دشمن پر کاری ضرب لگاؤ اور اس کو مارتے کاٹتے آگے ہی بڑھتے رہو۔ لوگو! میں اس کے بعد اب اس وقت تک کوئی بات نہیں کروں گا جب تک مسیلمہ کو شکست نہ ہو جائے یا میں خدا کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو جاؤں تاکہ وہاں اپنی معذرت پیش کر سکوں۔“

پھر انہوں نے دشمن پر ایک زبردست حملہ کیا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمالیا اور یہ ہیں حضرت ابوحذیفہؓ کے مولیٰ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ مہاجرین کا علم ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کے متعلق مہاجرین کو یہ ایک اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں ان کی طرف سے کسی کمزوری یا پسپائی کا اظہار نہ ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم کو خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی طرف سے دشمن ہمارے اوپر حملہ نہ کر دیں تو انہوں نے جواب دیا کہ: ”اگر میری طرف سے کسی قسم کی کمزوری کا اظہار ہوا اور دشمن میری طرف سے تمہارے اوپر حملہ کرنے کی راہ پالے تو میں بدترین حامل قرآن ٹھہروں گا۔“

یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے لیکن جواں مردی اور شجاعت کے یہ سارے کارنامے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی دلیری و شجاعت کے آگے ہیچ ہیں۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کے شعلوں کو تیزی سے بھڑکتے ہوئے دیکھا تو حضرت براء بن مالکؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ انصاری نوجوان! دشمن پر حملہ کرو۔“

تو حضرت براء بن مالکؓ نے اپنے قبیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”انصار کے لوگو! تم میں

سے کوئی شخص مدینہ واپس لوٹنے کی بات نہ سوچے۔ آج کے بعد تمہارے لیے مدینہ نہیں ہے۔ آج تو صرف خدائے واحد لاشریک کی رضا کی طلب ہے اور.....پھر جنت ہے۔‘‘

پھر انہوں نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں ان کے قبیلے کے لوگوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ وہ صفوں کو چیرتے، شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے اور دشمنوں کی گردنوں پر اس کی تیزی آزماتے رہے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ اور اس کے سپاہیوں کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے بھاگ کر اس باغ میں پناہ لی جو اس کے بعد تاریخ میں ’’حدیقۃ الموت‘‘ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس لیے کہ اس روز اس باغ میں بہت کثیر تعداد میں لوگ قتل ہوئے اور کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔

’’حدیقۃ الموت‘‘ ایک بہت وسیع و عریض باغ تھا اور اس کی فصیلیں نہایت بلند و بالا تھیں مسیلمہ اور اسکے ہزاروں ہمنواؤں نے اس میں پناہ لینے کے بعد اس کے دروازے اندر سے بند کر لیے اس کی اونچی دیواروں کے پیچھے خود کو محفوظ کر لیا اور اندر سے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔

اس وقت اسلام کے جانباز اور بہادر فرزند حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور بولے کہ لوگو! مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں کے سہارے اوپر اٹھاؤ اور دروازے کے قریب باغ کے اندر پھینک دو تاکہ یا تو میں شہادت کا درجہ حاصل کر لوں یا تمہارے لیے دروازہ کھول دوں۔ حضرت براء نہایت ہلکے پھلکے اور دبلے پتلے تھے۔ وہ فوراً ایک ڈھال پر بیٹھ گئے اور دسیوں نیزوں نے انہیں اوپر اٹھایا اور ان کو حدیقۃ الموت کے اندر مسیلمہ کے ہزاروں فوجیوں کے درمیان پھینک دیا گیا۔ اندر پہنچتے ہی وہ دشمنوں کے اوپر بجلی بن کر گرے۔ وہ دروازے کے پاس برابر لڑتے رہے اور ان کی گردنیں تلوار سے قلم کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور دروازہ کھول دیا۔ اس وقت ان کے جسم پر تیروں اور تلواروں کے اسی سے اوپر زخم تھے۔ مسلمانوں نے دیواروں اور دروازوں کے راستے حدیقۃ الموت پر دھاوا بول دیا اور اس میں پناہ لینے والے مرتدین کو اپنی تلواروں کی دھار پر رکھ لیا اور تقریباً بیس ہزار مشرکین کو واصل جہنم کرنے کے بعد مسیلمہ تک پہنچ کر اسے بھی فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دو اعلاج کے سلسلے میں ایک ماہ تک ان کے پاس ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفائے کامل سے نوازا اور ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو شاندار فتح عنایت فرمائی۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دولت شہادت کو پانے کی حسین آرزو کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رہے اور برابر اس کی جستجو میں سرگرداں رہے جو حدیقۃ الموت کے روز ان کو حاصل ہوتے ہوتے رہ گئی تھی۔ وہ اپنے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہونے کے لیے یکے بعد دیگرے بہت سے معرکوں میں شریک ہوئے اور ان میں خطرناک ترین مواقع پر پہنچ کر لڑتے رہے۔ حتی کہ وہ وقت آ گیا جب مسلمانوں نے ایران کے مشہور شہر ’’تستر‘‘ کو فتح کرنے کے لیے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل فارس ایک نہایت مستحکم و مضبوط قلعے میں پناہ گیر ہو گئے اور مسلمانوں نے اس کو چاروں طرف سے اپنے محاصرہ میں لے لیا۔ جب محاصرہ کا یہ سلسلہ کافی طویل ہو گیا اور اہل ایران کی پریشانیاں حد سے بڑھ گئیں تو وہ قلعہ کی فصیلوں سے لوہے کی زنجیریں لٹکانے لگے جن کے سروں سے فولادی آنکس جڑے ہوئے تھے جن کو آگ میں تپا کر انگاروں کی طرح سرخ کر دیا جاتا۔

وہ نوکیلے اور دہکتے ہوئے آنکس مسلمانوں کے جسموں میں دھنس جاتے اور وہ ان میں پھنس کر رہ جاتے اور ایرانی اوپر سے زنجیروں کے ذریعہ ان کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ ان آنکسوں میں پھنس کر مسلمان یا تو موت کے گھاٹ اتر جاتے یا قریب الموت ہو جاتے تھے۔ انہیں میں سے ایک آنکس حضرت براء کے بھائی حضرت انس بن مالکؓ کے جسم میں دھنس گیا۔ یہ دیکھتے ہی براء رضی اللہ عنہ قلعے کی دیوار کی طرف لپکے اور جھپٹ کر اس زنجیر کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا جو ان کے بھائی کو اٹھائے لے جا رہی تھی۔ وہ اس کو اپنے بھائی کے جسم سے نکالنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کوشش میں ان کے دونوں ہاتھ بری طرح جل گئے۔ مگر انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنے بھائی کو اس نکس کی گرفت سے چھڑائے بغیر زنجیر کو اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑا۔ بھائی کو نجات دلانے کے بعد وہ زمین پر گر پڑے۔ اس وقت ان کے ہاتھوں کا سارا گوشت جل چکا تھا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔

اس جنگ کے موقع پر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نعمت شہادت سے بہرہ ور فرمائے۔ ان کی یہ دعا بارگاہِ رب العزت میں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوئی اور ان کی وہ دیرینہ تمنا پوری ہوگئی جس کو وہ مدتوں سے اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے وہ میدان جنگ میں شہید ہو کر گرے اور دیدار خداوندی کی بیش بہا اور قابل رشک نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے چہرے کو جنت میں شگفتہ اور تروتازہ رکھے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ ان سے راضی ہو جائے اور ان کو خوش کر دے۔ آمین۔

اِختلاف، افتراق اور انتشار سے بچئے!

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی مدظلہ کا گوجرانوالہ میں علماء کنونشن سے خطاب

ضبط و ترتیب: حافظ خرم شہزاد

(مورخہ ۲۳/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو گوجرانوالہ کی مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں پاکستان کے ممتاز عالم دین، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی دامت برکاتہم کی زیرصدارت علماء کنونشن منعقد ہوا، جس میں ملک کے نامور علماء، خطباء اور مختلف جماعتوں کے قائدین نے خطاب فرمایا۔ جبکہ اس اجتماع میں فرزند مفتی اعظمؒ، حضرت مولانا مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی مدظلہ بھی مدعو تھے، انھوں نے بھی اپنے موضوع پر عالمانہ اور فاضلانہ خطاب فرمایا، جو نذرِ قارئین ہے)۔

بعدالحمد والصلوٰۃ!

حضرات علماء کرام و مشائخ عظام کی موجودگی میں اتنا بڑا اجتماع ہورہا ہے، جو یقیناً ایک بہت بڑی خیر کا ذریعہ رکھتا ہے۔ ابھی جب میں اجتماع کے لیے جامعہ قاسمیہ (گوجرانوالہ) سے آ رہا تھا تو شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں بندے کو ساتھ آنے کا موقع ملا، تو حضرت نے مجھ کو اس اجتماع کے جو اغراض و مقاصد فرمائے وہ یہ تھے کہ ''ہم کسی نہ کسی طریقے سے اپنے علماء کو جمع کرتے ہیں اور مل بیٹھتے ہیں۔'' یقین مانئے اس بات کو سن کر اتنی خوشی ہوئی کہ پورے شہر، قرب و جوار کے علاقوں کے بڑے بڑے علماء کرام تشریف لائیں، مل کر بیٹھیں، ان کا آپس میں جوڑ یہ خود اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ رب العزت نے جس طریقے سے اپنی کتاب نازل فرمائی۔ وہ کتاب، کتاب اللہ ہے اور اس کی تشریح کے لیے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے، ان کی احادیث کی تشریح صحابہ کرامؓ نے فرمائی۔ یہ رجال اللہ یعنی اللہ کے بندے کہلاتے ہیں۔ ہمارے ہاں دو سلسلے ہیں، ایک کتاب اللہ اور دوسرا رجال اللہ۔

کتاب اللہ تو یہ ہے جو آپ کے سامنے ہے، حدیث شریف آپ کے سامنے ہے اور دوسرا سلسلہ رجال اللہ کا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جو درحقیقت اللہ کے دین کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ اِن سے رابطہ، تعلق اور محبت کے بغیر ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا اور نہ دین کی تعلیم مکمل ہوتی ہے۔ اس لیے ہمیں اکابرین اور علماء کی بہت قدر کرنے کی ضرورت ہے۔ میں دو تین باتیں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں چونکہ علماء کرام کا مجمع ہے اور یقیناً اگر ہم اُن باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو اس کے فائدے ہم پر ظاہر ہوں گے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ سب جانتے ہیں کہ پچھلے کئی عشروں سے جو حالات پوری دنیا میں پیش آرہے ہیں اور جو جنگیں دنیا میں چلیں اور آگے جو کچھ ہمارے مسلمانوں، مدارس، مساجد اور خود پاکستان کے ساتھ جو کچھ ہونے جارہا ہے وہ ہمیں سوچنے اور سمجھنے کی دعوت دیتا ہے کہ ہم سوچ سمجھ کر اپنا کام آگے بڑھائیں۔ یہ معمولی یا نظرانداز کیے جانے والے حالات نہیں ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ ان موقعوں کے اوپر ہمیں اپنے مدارس اور علماء کے طبقے (جس طبقے سے بھی تعلق ہو) اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں بڑے ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلی چیز جس کا ہمیں اہتمام کرنے کی ضرورت ہے وہ ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے اپنا رابطہ اور مشورہ رکھیں۔ مشورے کے بغیر کوئی کام علماء کا طبقہ نہ کرے، مثلاً گوجرانوالہ کے علماء کرام ہیں (جب) اپنا کوئی کام اٹھائیں تو مشورے کے ساتھ اٹھائیں۔ بڑی بڑی شخصیات، حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اکابر علماء کرام یہاں موجود ہیں۔ اُن کے ساتھ مشاورت کرکے ہمیں اپنا کام کرنا چاہئے۔ اس موقع اور اِن حالات میں جذباتیت، اِفتراق، اِنتشار، گروپ بندی اور گروہ بندی ہمارے لیے زہر قاتل ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ''وہ شخص ہمارے نظریے کا نہیں ہے'' تو یاد رکھیے! دشمن آپ کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے جانتا ہے کسی گروپ کی حیثیت سے نہیں جانتا۔ وہ جب مارنے آئے گا تو یہ نہیں پوچھے گا کہ آپ کون سے گروپ اور کس فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے لیے اتحاد، اتفاق کا ہونا گروہ بندی سے

بچنا، آپس کے معاملات کو مشورے سے کرنا اور اپنی پالیسیاں مشورے کے ساتھ بنانا اس وقت ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ جب ہمارے درمیان اتحاد ہوتا ہے اور علماء کے درمیان اتفاق ہوتا ہے تو آپ کا دشمن تو ہمیشہ ہمارے سروں پر رہا، آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی زمانے میں دشمن غائب نہیں ہوا، ہمیشہ دشمن رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس کا جو توڑ کیا وہ یہ تھا کہ اپنے دین کے اندر مضبوطی کے ساتھ، اتباعِ سنت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے اور اتحاد واتفاق کے ساتھ!

جماعت بندی، گروپ بندی، تعصب اور قومیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناپسند فرماتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ مدینہ طیبہ کے اندر ایک انصاریؓ اور مہاجر صحابیؓ میں پانی بھرنے کے اوپر جھگڑا ہوگیا، ایک سے دست درازی ہوگئی تو انصاری صحابیؓ نے دعوت دی کہ **یااھل الانصار** کہ اے انصاریو! میری مدد کو آؤ۔ اور مہاجر صحابیؓ نے دعوت دی کہ **یااھل المھاجرین** کہ اے مہاجرو! میری دعوت کو آؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ قضیہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور غصے سے سرخ ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ **دعوھا فانھا ممتنعا** اس قومیت کے نعرے کو چھوڑو یہ بدبودار نعرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے پر بات نہیں کی، وہ بعد میں کی ہوگی۔

دشمن گروہ بندیوں، جماعت بندیوں اور افتراق وانتشار سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں، علماء کرام، اساتذہ کرام اور اپنے عزیز طلباء سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ ہم اور آپ چند باتوں کا اہتمام کریں، آپ اس کے فائدے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، ان شاء اللہ۔

(۱) پہلی چیز جو کام کریں مشورے سے کریں، مشورے کے بغیر مت چلیں۔

(۲) گروہ بندی، انتشار اور افتراق اِن سے ہمیں ہر صورت میں بچنا ہے۔ جہاں یہ چیز آئی وہاں ادارے کے ادارے ختم ہوگئے، کام کے کام ختم ہوگئے اور سوائے اِن چیزوں کے کچھ باقی نہیں بچا۔ ان سے جو جماعت بندیاں بنتی اور گروہ بندیاں ہوتی ہیں اور ان سے جو مسائل پیش آتے ہیں اور جو نقصانات ہوتے ہیں وہ گنے نہیں جاسکتے۔

(۳) اپنے علماء کرام کی عزت کریں۔

دیکھئے! ہر انسان کو دوسرے سے شکایت ہوجاتی ہے لیکن اس شکایت اور رنجش کو ہمیں آپس میں مل بیٹھ کر طے کرلینا چاہئے، یہ کوئی لمبا چوڑا اور مشکل کام نہیں ہے۔ لیکن اس کو ہم پبلک اور سڑکوں پر لے کر آئیں تو اس سے ہماری ہَوا اُکھڑ جائے گی اور ہمارا رُعب اور دبدبہ ختم ہوجائے گا۔

مجھے اپنے والد محترم حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ بہت جگہوں پر ملک اور بیرونِ ملک جانے کا موقع ملا بعض ملکوں میں جانا ہوا تو وہاں ہمیں ساتھیوں نے یہ شکایت کی کہ یہاں جو تبلیغی جماعت کے امیر ہیں وہ یہ یہ حرکتیں کرتے ہیں اور انھوں نے کچھ شکایات ذِکر کیں۔ (میں جان بوجھ کر ملک کا نام نہیں لے رہا) اس طرح دو تین ملکوں میں ہوا، اور بہت سے لوگوں نے شکایات کیں۔ اور جب تحقیق کی گئی تو واقعتاً وہ مسئلہ تھا۔ تو والد صاحبؒ نے اُن لوگوں کو کہا کہ:

”دیکھو! آپ تبلیغی جماعت کے ساتھ جڑے رہو، اِن خرابیوں کی وجہ سے کوئی انتشار کی بات نہ کرنا، تبلیغی جماعت کے اندر اللہ نے بہت فائدہ اور خیر رکھی ہے (لہٰذا) آپ اس سے جڑے رہو۔ ان سے اختلاف مت کرنا ورنہ آپ کے دین کو نقصان ہوگا۔“

پھر جب واپس آئے تو والد صاحبؒ نے اپنے تبلیغی جماعت کے بزرگوں کو (جب کراچی میں اجتماع ہوا اور یہ حضرات کراچی تشریف لائے) ایک ایک کرکے علیحدگی میں شکایت بتائی کہ فلانے ملک میں جانا ہوا، فلانے امیر کا یہ نام تھا اور اس کی یہ شکایت تھی، آپ اس کی طرف توجہ فرمادیجئے۔

میں عرض یہ کررہا ہوں کہ ہمیں اپنے اکابرین سے سبق سیکھنا چاہئے کہ اتنی بڑی جماعت ہے، یہ نہیں کہ غلطیاں نہیں ہوتی ہیں۔ یہی مسئلے آج ہمارے مدرسوں میں ہیں، ہمیں اپنے اساتذہ اور علماء سے شکایت ہے۔ لیکن یہ ہمارا اپنا خاندان اور برادری ہے۔ کمی کوتاہی سے کوئی خالی نہیں لیکن اپنے مسائل تنہائی میں خود ہی طے کرلیجئے، آپ دیکھئے جب یہ مسائل عامۃ الناس کے سامنے جائیں گے تو اس کے بہت زیادہ نقصانات ہوں گے۔

تین چیزیں ہمارے ماحول کو سب سے زیادہ خراب بناتی ہیں:

(۱) خودرائی کہ اپنی مرضی چلانا، اور اپنا حکم دوسروں پہ تھوپنا۔ لہٰذا اجتماعی کاموں میں خودرائی نہیں چلتی بلکہ یہ مشاورت سے ہوتے ہیں۔

(۲) دوسروں کی توہین، تحقیر اور کم سمجھنا، یہ سب سے بڑا نقص ہے۔

(۳) اختلاف اور انتشار سے بچیں۔

اختلاف ہوتا ہے تو آپس میں مل بیٹھ کر طے کریں۔ ہمیں اپنے مجموعی مفاد کو سامنے رکھنا ہے،

جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے عرض کیا آج دنیا ہمارے ان اداروں کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ آپ خود بتائیے کہ ہر آنے والا دن مدارس کے لیے مسائل کا سبب ہے کہ نہیں ہے؟ جب سے افغانستان کی جنگ شروع ہوئی اور امریکہ لڑنے کے لیے آیا تو امریکہ نے کیا کچھ کوشش نہیں کی ہمارے مدارس کو نقصان پہنچانے کے لیے! لیکن دنیا جانتی ہے کہ ہمارے مدارس کے اندر طلباء کی تعداد بڑھی، ہمارے ہاں تعلیم میں بہتری آئی۔ یہ کیوں ہوا؟

یہ اس وجہ سے ہوا کہ ہمارے درمیان اگر اختلاف تھے تو منظر عام پر نہیں آئے۔ وفاق المدارس، مدارس کی تنظیمیں، مدارس کے سلسلے، ان کے کام آپس میں باہمی مشاورت سے تھے۔ اس لیے ہمیں اِن باتوں کے اہتمام کرنے کی ضرورت ہے اور ہم سب کے اوپر ایک چیز ہے کہ ہر وہ کام ہم کریں گے تو ان شاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا وہ ہے شریعت اور اتباعِ سنت کی پابندی۔

جب ہم اتباعِ سنت کی پابندی کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کریں گے تو آپ یقین مانئے مشکلات ضرور آئیں گی لیکن کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ خرابی، پریشانیاں اور ہمیں نقصان اس وقت ہوگا جب ہم خود اندر سے کمزور پڑیں گے۔ ہم خود اپنے بزرگوں اور اکابرین کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہٹیں گے تو ہمیں نقصان ہوگا۔ جن کی طرف میں نے آپ کے سامنے اشارہ کیا ہے، آپ ان باتوں کا خیال رکھیں، یقین مانئے کہ آگے جو وقت آنے والا ہے، پتا نہیں آگے آنے والا وقت علماء، طلباء اور مدارس کے لیے کیسا ہوگا؟ لہٰذا ان بدلتے ہوئے حالات میں ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے جیسا عرض کیا کہ ایک سلسلہ ہے رجال اللہ کا، اللہ کے بندے۔

میں کل بھی اپنے ساتھیوں سے عرض کر رہا تھا اس پورے دو تین سال کے عرصے میں جب سے کرونا آیا، ہمارے ملک کے بڑے بڑے اکابر علماء کرام رخصت ہوگئے۔ اب گنتی کے چند علماء بچے ہیں جس سے ہاتھوں کی دس انگلیاں بھی پوری نہیں ہوتیں، جو صف اول کے علماء کرام ہیں۔ اگر اکابر رخصت ہو جائیں تو ہم کہاں جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے اِن اکابرین کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

ہمیں اپنے اکابرین سے رابطہ بڑھانا ہے۔

ہمیں اپنے ان اکابرین کو بڑا سمجھنا ہے۔

ہمیں ان سے ہدایات لینی ہے۔

ہمیں ان کے مشورے پر چلنا ہے۔

اور اپنے ان بزرگوں اور اساتذہ سے ہٹ کر اگر ہم کوئی کام کریں گے تو یقین مانئے اس کے اندر کوئی خیر کی چیز نہیں۔

اس لیے ہمیں اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاملات کو باہمی مشاورت سے، اپنے بزرگوں کو بڑا مان کر، ان کی تعلیمات پر آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کریں، ان کے ساتھ مشورہ کریں۔ آپ دیکھئے ان شاء اللہ حالات ہمارے حق میں بہتر ہوں گے اور زیادہ بہتر ہوں گے۔ چونکہ وقت کی بڑی قلت ہے اس لیے میں اسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

★★★......★★★

ختم نبوت کانفرنس گڑھی یاسین، شکارپور

لاڑکانہ (مولانا ظفر اللہ سندھی، مبلغ لاڑکانہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم مجیدیہ گڑھی یاسین شکارپور میں ۱۱؍دسمبر کو مغرب کی نماز کے بعد عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا انتظام اور صدارت مولانا عبدالحکیم نے کی۔ کانفرنس میں سندھ کے ہر دلعزیز نعت خواں حاجی امداد اللہ پھلپھوٹو نے اپنی خوبصورت آواز میں حمد ونعت پیش کر کے سماں پیدا کر دیا۔ کانفرنس سے مولانا ظفر اللہ سندھی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ابن شہید مولانا طارق محمود سومرو، سائیں عبداللہ مہر، مولانا مفتی لعل محمد، مولانا سائیں محمد ابراہیم حنفی مدظلہ نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے اردو اور سندھی زبانوں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانی عقائد وعزائم کی سنگینی اور ملک دشمنی پر روشنی ڈالی۔ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ اور دیگر سندھی علمائے کرام کی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ امروٹ شریف، ہالے جی شریف اور دیگر خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کی سرپرستی میں پورے سندھ میں قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا جائے گا۔ اس موقع پر سید عبدالقادر شاہ صاحب نے تمام مہمانوں کی ضیافت کی۔

میری والدہ ماجدہؒ

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی بڑی بھاوج، آپ کے فرزند نسبتی و بھتیجے مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ حضرت شہیدؒ کے آبائی گاؤں میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مرحومہ کو طویل عمر عطا فرمائی، نیک وصالح اولاد سے نوازا، والدہ ماجدہؒ کی جدائی پر مولانا مفتی حبیب الرحمٰن نے ان کی حیات وخدمات پر چند یادداشتیں قلم بند کی ہیں، جنہیں افادۂ عام کے لئے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

....

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۵/ دسمبر ۲۰۲۲ء بروز پیر کو میری والدہ ماجدہ اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کے سفر پر روانہ ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما کر اپنے مقربین کا ساتھ نصیب فرمائے: ”اللھم اغفرلھا وارحمھا ووسع مدخلھا او اغسلھا بالمأ والثلج والبرد ونقھا من الذنوب۔“

والدہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات اور سعادتوں سے نوازا ہوا تھا۔ عقل وفہم، دانشمندی اور فراست، حسن اخلاق، ایثار اور اخلاص، مہمان نوازی، غریب پروری اور خلق خدا کی نفع رسانی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ چونکہ نمبرداری ہمارے گھر میں شروع سے چلی آرہی ہے، پہلے دادا جانؒ نمبردار تھے، پھر میرے والد ماجدؒ، چوہدری عبدالباری نمبردار (چک نمبر 335-WB تحصیل میلسی ضلع وہاڑی) اور علاقہ کے چیئرمین تھے۔ اب میرے بڑے بھائی جناب حافظ عبدالسلام مدظلہ علاقہ کے نمبردار ہیں، یوں والدہ مرحومہ نے نمبرداری کے تین دور دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی خصوصیات ودیعت کی تھیں:

۱:..... دینی یا عصری تعلیم حاصل نہ کرسکیں مگر عقل وخرد اور سلیقہ مندی کی بنا پر حکیمانہ گفتگو فرمایا کرتی تھیں۔ پڑھے لکھے حضرات بھی ان کی گفتگو سے حیرت زدہ ہوجاتے تھے۔

۲:..... بچپن میں ”میاں جی“ سے رسمی طور پر برائے نام ہی تعلیم حاصل کی تھی، لیکن صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ سخت گرمیوں میں روزہ رکھ کر بھی تمام گھریلو کام کاج اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھیں، اپنی ذمہ داری خود پورا کرنے کو ترجیح دیتی تھیں، واجبی سے تعلیم کے باوجود عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ آخری عمر میں عبادت کے ذوق کا غلبہ ہوگیا تھا۔ رات ۳، ۴ بجے تہجد کے لئے اٹھ جاتی تھیں۔ میرے چھوٹے بھائی جناب حافظ ذکاالرحمٰن نے بتایا کہ والدہ صاحبہ پہلے تہجد کی نماز ادا کرتیں، پھر تقریباً ایک گھنٹہ تک تسبیح، ذکر واذکار میں مشغول رہتیں، پھر آخر میں تقریباً ایک گھنٹہ تک مناجات کرتی تھیں۔ دعا کے دوران ایک ایک کا نام لے کر دعا کرتیں۔ راقم الحروف نے کئی بات ان کی زبان سے پنجابی زبان میں یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے سنے کہ: ”یا اللہ! پوری روئے زمین پر امن وسکون قائم فرما، کل مسلمان خاص کر اہل پاکستان کی ہر آزمائش سے حفاظت فرما۔“ کورونا وائرس کی وجہ سے حرمین شریفین بند ہوگئے تھے۔ زائرین کی حاضری پر مختلف پابندیاں لگادی گئی تھیں۔ والدہ ماجدہ حرمین کے بارے میں بہت فکر مند رہتی تھیں اور پابندیوں کے ختم ہونے کے بارے میں دعا کرتی رہتی تھیں۔

۳:..... اللہ تعالیٰ نے ہمارے والد ماجدؒ کو غالباً ۱۹۸۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی تھی۔ والدہ صاحبہ ساتھ نہ جاسکی تھیں۔ یکم جنوری ۱۹۹۱ء میں والد صاحبؒ کا انتقال ہوگیا تھا۔ ان کے بعد سے والدہ محترمہ حج بیت اللہ کے لئے ہمیشہ بے چین اور دعا گو رہتی تھیں۔ ۱۹۹۷ء میں حج کے موقع پر منیٰ میں آگ لگی تھی، اسی سال والدہ نے بڑے بیٹے حافظ عبدالسلام نمبردار صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اسی سال میرے چچا جان حضرت اقدس شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور آپ کے فرزند نسبتی حضرت مولانا مفتی منیر احمد اخون دامت برکاتہم (حال مقیم نیو یارک امریکا) اور دیگر متعلقین بھی حج کے ہمسفر رہے۔ اتفاقاً والدہ ماجدہ جس خیمے میں تھیں آگ کے اثرات وہاں تک بھی پہنچے تھے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے جوان کی حفاظت فرمائی اس کا تذکرہ اکثر کیا کرتی تھیں اور اس منظر کو قیامت صغریٰ کا منظر کہا کرتی تھیں۔ آپ نے ایک حج اور چار عمرے کیے۔ آخری عمرہ کورونا وائرس

سے قبل ۲۰۱۸ء میں کیا تھا۔ میری سعادت مندی ہے کہ الحمدللہ! اکتوبر ۲۰۱۵ء میں میرے بچوں اور اہلیہ محترمہ کو والدہ ماجدہ کی دعاؤں کے سائے میں حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی۔ آخری عمرہ میں برادرم عبداللطیف طاہر اور ان کی اہلیہ کی رفاقت بھی رہی۔ اس عمرہ کا تذکرہ ان حضرات سے ہر دفعہ ملاقات کے دوران یا فون پر کیا کرتی تھیں اور دعاؤں سے بھی نوازتی تھیں....

۴:.... اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ اور مہمان نوازی کی صفت عطا فرمائی تھی۔ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ آنے والے مہمان کی خاطر تواضع خوب کیا کرو، اس سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوتا ہے۔ آپ کو لذیذ سے لذیذ کھانا پکانے کا بہت شوق تھا، اور فرمایا کرتی تھیں کہ اگر مجھے اس پیرانہ سالی میں بھی سو آدمیوں کی روٹی (کھانا) پکانے کو کہا جائے تو گھبراؤں گی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمت بھی دے دیتا ہے اور اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے۔ فرمایا کرتی تھیں کہ بندے کی عزت مال جمع کرنے میں نہیں ہے بلکہ خرچ کرنے میں ہے۔ کھانا کھلانے میں اللہ تعالیٰ نے بہت عزت رکھی ہے۔

۵:.... میرے مربی، پیر و مرشد، عم اقدس اور نسبتی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ میری والدہ محترمہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ فرماتی تھیں کہ ''بیرا جی'' مجھے بہن کہا کرتے تھے۔ گاؤں دیہات کے ماحول کی وجہ سے میں ان سے پردہ کا خیال نہ کرتی تھی تو مجھے پردہ کے مسائل سکھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے جب کوئی مجھ سے پردہ کا اہتمام نہیں کرتا تو خود اس سے پردہ کر لیتا ہوں، حالانکہ پردہ کا اہتمام عورتوں پر لازم ہوتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر رنج و غم کی تصویر بن گئیں اور فرمایا کہ گھر کی رونق ختم ہوگئی، گھر اگرچہ کچا ہی کیوں نہ ہو، بعض لوگوں کی برکت سے رونق ہوتی ہے۔ جیسے ہمارے دادا جانؒ (چوہدری اللہ بخشؒ) کے مکان کچے تھے لیکن ان کی برکت سے پورے علاقے میں ان کے اثرات تھے، جس کو ہر ایک نے محسوس کیا۔ فرمایا کرتی تھیں کہ گھر کی رونق بچوں اور مکینوں کے ساتھ ہوا کرتی ہے، اگر مکین نہ ہوں تو گھر بے رونق ہے۔

۶:.... آپ جفاکش اور انتھک محنت کرنے کی عادی تھیں، محنت و مشقت کے کام سے کبھی گھبراتی نہیں تھیں۔ حضرت شہیدؒ کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں کہ انہوں نے بہت تکالیف برداشت کیں، اللہ تعالیٰ تکالیف برداشت کرنے والوں کی اولادوں تک کو نوازتے ہیں۔

۷:.... فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے دادا جانؒ اور ''بیرا جی'' (حضرت شہیدؒ) کو دیکھ کر میرے دل میں تمنا رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسے لوگ (آل و اولاد) دے۔ علما، طلبا، صلحا سے فطرتی محبت رکھتی تھیں اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت و خوش نصیبی سمجھتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی حضرت شہیدؒ کراچی سے گاؤں تشریف لاتے اور ساتھ مہمان بھی ہوتے تھے، ایک دستر خوان پر پچیس، تیس آدمیوں کا موجود ہونا معمول کی تھی، تو ہمیشہ اچھے سے اچھے کھانے پکانے کا خود اہتمام کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: یہ سب ان کی دعاؤں کا صلہ ہے۔

۸:.... اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کے طفیل انہیں بیٹے بیٹیوں، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں میں حافظ، عالم، مفتی نیک اور صالح اولاد دیکھنا نصیب کیا۔ جو یقیناً ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

۹:.... گاؤں دیہات میں رہتے ہوئے

تحفظ ختم نبوت پروگرام، ضلع اوکاڑہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے زیر اہتمام گزشتہ ماہ تحصیل رینالہ خورد شہر میں ختم نبوت پروگرام بعد نماز مغرب قاری رمضان کی صدارت میں منعقد ہوا، قاری عاصم عبدالودود نے تلاوت کی۔ نعتیہ کلام محمد ابوبکر اعوان اور مولانا آصف رشیدی نے پڑھا۔ نقابت کے فرائض مولانا سید امان اللہ نے ادا کئے۔ مولانا اختر ندیم اور مولانا عبدالرزاق مجاہد کے بیانات ہوئے۔ پروگرام کے اختتام پر مولانا سید اکرام اللہ شاہ نے مہمانوں کی تواضع کی۔ اسی طرح مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۲ء کو جمعہ کا خطبہ جامع مسجد ابراہیم حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں دیا۔ علاوہ ازیں اسی روز یعنی ۱۶؍دسمبر کو بعد نماز عشاء تحصیل دیپالپور کے قصبہ تارا سنگھ میں پروگرام منعقد کیا گیا۔ دارالعلوم رحیمیہ تعلیم القرآن کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ مہتمم مدرسہ نے صدارت کی۔ صاحبزادہ قاری عبدالحسیب نے تلاوت کی۔ نعت مولانا بن یامین برادران اور مولانا آصف رشیدی نے پڑھی جبکہ مبلغین ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا عبدالرزاق مجاہد کے بیانات ہوئے۔ پروگرام کے اختتام پر مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ علاقہ بھر کے علماء و عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔

بھی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مثالی درس گاہ کا کردار ادا کیا۔فرمایا کرتی تھیں کہ بچوں کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھنا چاہیے ورنہ فارغ بچے بہت جلد بگڑ جاتے ہیں۔ بچوں سے ایک وقت میں کئی کئی کام لے لیا کرتی تھیں۔ جب سے موبائل فون آیا ہے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔بچوں کو موبائل دینے کی سخت مخالف تھیں،بندۂ ناچیز کو کئی بار فرمایا کہ بچوں کو ہرگز موبائل نہ دینا جب تک پڑھائی سے فارغ نہ ہو جائیں،الحمدللہ!اب تک اسی پر عمل ہے۔

۱۰:.... اس سال رمضان المبارک کے بعد دو تین مرتبہ صحت بہت خراب ہوگئی تھی کمزوری و نقاہت کی وجہ سے کئی کئی گھنٹے غنودگی کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ اہل خانہ بہت فکر مند ہو جاتے جب ہوش آتا تو تسلی دیتے ہوئے فرماتی تھیں کہ میں تو مکہ اور مدینہ گئی ہوئی تھی تم لوگ مجھے خواہ مخواہ بلا لیتے ہو۔انتقال کے وقت صرف دس سے پندرہ منٹ طبیعت پر اثر ہوا،کلمہ پڑھتے ہی روح پرواز کر گئی۔رات بارہ بجے کے قریب وصال ہوا،تہجد کے وقت کافی دیر تک سب گھر والوں نے عجیب خوشبو محسوس کی جو پورے گھر میں مہکتی رہی۔یہ یقیناً اہل خانہ اور متعلقین کی تسلی دلانے کے لئے منجانب اللہ ایک بشارت تھی۔

والدین کی زندگی میں اولاد کو دنیا اور آخرت کی کامیابی والدین کی دعاؤں سے نصیب ہوتی ہے،اسی لئے والدین سے حسن سلوک کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔جس نے والدین کی عظمت اور رتبہ کو پہچان لیا،اس نے اپنے رب کی عظمت اور رتبے کو پہچان لیا۔والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا اللہ! جو شخص جنت میں میرا رفیق اور ساتھی ہوگا،دنیا میں ہی اس کی ملاقات اور زیارت کروا دے۔چنانچہ ایک شخص جو اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتا تھا،اس کی والدہ اس کو دعا دیتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جنت میں تجھے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنائے۔اللہ تعالیٰ نے والدہ کی دعا اس کے حق میں قبول فرمائی۔

والدین کی خدمت کرنے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں،جیسے حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ ”اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھالے تو وہ ضرور پوری ہوگی،اگر تو استطاعت رکھے تو اس سے اپنے لئے دعا کروانا اور میرے لئے بھی دعا کروانا۔“

بچپن میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے والدہ کی خدمت کا موقع دیا۔سونے سے پہلے پاؤں اور سر دبایا کرتا تھا،والدہ دعا دیتی تھیں:”اللہ تعالیٰ نہ دین کی کمی چھوڑے اور نہ دنیا کی۔تم کرسی پر بیٹھو،لوگ چل کر آئیں اور تیری سنیں۔“

الحمدللہ! آج اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کے صدقے مجھ جیسے طالب علم کو بھی تھوڑی بہت خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ والدہ محترمہؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی برکات کو قائم و دائم رکھے۔آمین۔ ✪✪

مولانا فداء الرحمٰن ناظم جامعہ قاسم العلوم ملتان

جامعہ قاسم العلوم ملتان کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبرؒ کو اللہ پاک نے پانچ بیٹے عطا فرمائے۔ان میں ایک مولانا عطاء الرحمٰن جن کی عمر ۴۴ سال تھی،اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد اکبرؒ کی نگرانی میں جلالین شریف تک کتابیں پڑھ سکے۔جامعہ کی شوریٰ نے جب مولانا صاحبزادہ مفتی اسعد محمود سلمہ ایم این اے اور وفاقی وزیر مواصلات کو جامعہ کا اہتمام سپرد کیا تو مولانا محمد اکبرؒ کی نگرانی میں جن حضرات نے جامعہ کا نظم سنبھالا ان میں مولانا مفتی عامر محمود،مولانا فداء الرحمٰن،مولانا حبیب الرحمٰن اکبر شامل ہیں۔مولانا فداء الرحمٰن بہت ہی ہنس مکھ اور ملنسار انسان تھے۔راقم کو وقتاً فوقتاً ان کی معرفت جامعہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ اور عصر کی نماز کے بعد درس کی سعادت حاصل رہی ہے۔راقم ملتان میں ہوتا تو انہیں فون پر مولانا فدائے رحمان کہہ کر اپنی آمد کی اطلاع کرتا تو آپ بڑی مسرت سے دعوت دیتے اور پروگرام کراتے۔نیز جامعہ قاسم العلوم کے بہت سے انتظامی معاملات ان کے ناخن تدبیر سے پایۂ تکمیل تک پہنچتے۔مجلس ملتان کے جوان سال مبلغ،شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تصنیفات اور ماہنامہ لولاک کے معاون مولانا وسیم اسلم سلمہ نے ان کی وفات کی خبر دی کہ موصوف ۱۲/دسمبر ۲۰۲۲ء کو رحلت فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم کی اولاد نہ تھی،بوڑھی ماں اور جواں سال بیوہ سوگوار چھوڑے۔اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو بالخصوص والدہ محترمہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ان کی نماز جنازہ آبائی علاقہ ”عظیم کلی“ (بستی) شاہ منصور میں سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی،جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے اور والد محترم مولانا محمد اکبرؒ کی قربت میں سپرد خاک کیا گیا۔۲۶/دسمبر ۲۰۲۲ء کو جامعہ میں حاضری ہوئی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی دعا کی گئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
دعوتی وتبلیغی اسفار

صوبہ سندھ کا تبلیغی دورہ

صوبہ سندھ کے کراچی سمیت ۲۷ اضلاع ہیں۔ ان اضلاع میں کراچی کے علاوہ حیدر آباد، میر پور خاص، نواب شاہ، گمبٹ، سکھر، پنوعاقل میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملکیتی دفاتر ہیں۔ حیدرآباد میں مبلغ مولانا محمد ابرار شریف ہیں، میر پور خاص میں مولانا مختار احمد، تھرپارکر میں مولانا محمد حنیف سیال، نواب شاہ میں مولانا تجمل حسین، شکار پور میں مولانا ظفراللہ سندھی، سکھر میں مولانا محمد حسین ناصر مبلغ ہیں، جبکہ کراچی میں مولانا قاضی احسان احمد کی نگرانی میں کئی ایک مبلغ کام کررہے ہیں۔

امسال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اندرون سندھ سیلاب زدگان کے لئے لاکھوں روپے سے متجاوز نقد اور سامان تقسیم کیا اور مجلس کے مبلغین نے دعوت وتبلیغ کے علاوہ سیلاب زدگان کی مالی امداد کے لئے بھرپور محنت کی۔ نیز نواب شاہ اور میر پور خاص کی مجالس نے کئی مقامات پر ''فری میڈیکل کیمپ'' لگا کر غریب اور سیلاب زدہ لوگوں کی طبی امداد کی۔ مولانا محمد حسین ناصر کی دعوت پر دو روز شکار پور، دو روز میر پور خاص، دو روز نواب شاہ میں تبلیغی پروگراموں میں شرکت اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی، جس کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے:

مولانا محمد حسین ناصر اندرون سندھ مبلغین ختم نبوت کے سرخیل ہیں۔ راقم ہر سال اندرون سندھ میں چند روز کے لئے جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین ناصر سلمہ نے دس روز کے تبلیغی پروگرام مبلغین کو دیئے۔ ۱۱، ۱۲؍دسمبر شکار پور اور لاڑکانہ کے مبلغ مولانا ظفراللہ سندھی ۱۳، ۱۴؍دسمبر سکھر، ۱۵، ۱۶، ۱۷؍دسمبر حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف، ۱۸، ۱۹؍دسمبر میر پور خاص ڈویژن کے مبلغ مولانا مختار احمد، ۲۰، ۲۱؍دسمبر نواب شاہ ڈویژن کے مبلغ مولانا تجمل حسین کے علاقوں میں کانفرنسز، دروس ''دینی مدارس کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب اور ان کی ذمہ داریاں'' کے عنوان پر پروگرام ترتیب دیئے گئے، چونکہ دو ماہ کے بعد چناب نگر کورس بھی آنے والا ہے تو طلبا میں اس کی ترغیب بھی چلائی گئی اور انہیں بتلایا گیا کہ درجۂ سادسہ اور اس سے اوپر کے طلبا شرکت فرماسکتے ہیں۔ اگر درجہ سادسہ نہ ہو تو بی اے عصری تعلیمی اداروں سے پاس طلبا بھی کورس میں شرکت کے اہل ہیں۔

راقم کا اصلاحی تعلق سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مشائخ سے ہے اور چونکہ قادریہ راشدیہ سلسلہ پنجاب میں سندھ سے آیا ہے۔ ہمارے حضرت دین پوریؒ، حضرت شاہ تاج محمود امروٹیؒ، حضرت حافظ محمد صدیقؒ بھرچونڈی شریف کے خلفا ہیں، ہمارے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ان دونوں مشائخ کے تربیت یافتہ اور خلیفہ ہیں۔

حضرت حافظ محمد صدیقؒ بھرچونڈی شریف خلیفہ ہیں، حضرت سید محمد حسن جیلانی سوتی شریف کے حضرت جیلانیؒ مجاز ہیں حضرت خلیفہ محمد راشدؒ پیر جو گوٹھ کے تو اس طرح سندھ اور سندھی مشائخ ہمارے روحانی اجداد ہیں۔ ان کی سرزمین پر حاضری اور ختم نبوت کا پیغام میرے جیسے مبتدی کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ پروگراموں کا آغاز گڑھی یاسین ضلع شکار پور سے ہوا۔

گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول خان پور: مولانا ظفراللہ سندھی باہمت نوجوان عالم دین اور مبلغ ختم نبوت ہیں۔ محکمۂ تعلیم شکار پور کے ڈی ای او سے اجازت حاصل کرلی کہ گورنمنٹ کے گرلز اور بوائز اسکولوں میں نسل نو کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر درس دیا جائے۔ چنانچہ ڈی ای او محکمہ تعلیم نے اجازت دے دی۔ موصوف نے ۱۲؍دسمبر کو خان پور ضلع شکار پور کے گرلز ہائی اسکول میں پروگرام رکھا جس میں ۸۰۰ طالبات ۲۲ اساتذہ اور ٹیچرز سے تعلیم حاصل کررہی ہیں، تمام ٹیچرز خواتین ہیں البتہ دفتر کا عملہ دو مردوں پر مشتمل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ محمد اسماعیل آبادی کا بیان کرایا جو تقریباً آدھ گھنٹہ جاری رہا۔ طالبات میں شعور ختم نبوت سندھی زبان میں تقسیم کیا گیا کہ وہ اس کی بھرپور تیاری کریں، عنقریب انعام گھر منعقد کیا جائے گا اور صحیح جواب دینے والی بچیوں کو انعامات دیئے جائیں گے، جس کے دوررس نتائج نکلیں گے۔

جامعۃ الحسنین فی العلوم الاسلامیہ شکار پور: جامعہ کے بانی مولانا فرحان احمد مدظلہ ہیں۔ آپ کے جدامجد مولانا فضل اللہؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ موصوف نے جامعۃ الحسنین کے نام سے ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء مدرسہ کا آغاز کیا۔ بنات میں دورۂ حدیث

شریف تک اور بنین میں خامسہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔ بنات میں تقریباً چھ سو طالبات زیر تعلیم ہیں ایسے ہی بنین میں ایک سو سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۱۲ دسمبر ظہر کی نماز کے بعد جامعۃ الحسنین میں آدھ گھنٹہ سے زائد بیان ہوا۔ یہ پروگرام مولانا ظفر اللہ سندھی سلمہ نے مرتب کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی، صحیح جواب دینے والوں کوانعام سے نوازا گیا۔

مولانا محمد یوسف مدظلہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی راہنماؤں میں سے متحرک اور فعال شخصیت کے مالک ہیں۔ مقامی طور پر مدرسہ جامعہ حفصہ للبنات کے سینئر اساتذہ کرام میں سے ہیں۔ جامع مسجد ریاض الجنۃ میں چار ماہ کا کورس کرا رہے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں پروفیسرز، ٹیچرز، تاجر اور مختلف شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تقریباً ایک سو حضرات شرکت فرماتے ہیں۔ ان کا یہ سبق ہر روز عشا کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ جس میں آپ مختلف موضوعات پر لیکچر دیتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً باہر سے تشریف لانے والے حضرات بھی بیان فرماتے ہیں چنانچہ دسمبر کے اوائل میں خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ پیر شریف کے چشم و چراغ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور سرپرستی فرمانے والے حضرت سائیں مولانا عبدالمجیب قریشی دامت برکاتہم نے لیکچر دیا، جبکہ ۱۲ دسمبر کو عشا کی نماز کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تقریباً پون گھنٹہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، علمائے امت کی قربانیوں پر بیان کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کو مجلس لاڑکانہ کے ڈویژنل مبلغ مولانا ظفر اللہ سندھی سلمہ کی رفاقت و معیت حاصل رہی۔

دارالعلوم سکھر: دارالعلوم کے بانی مولانا نذیر احمد عثمانی ہیں۔ انہوں نے ۲۰۰۸ء سے بیراج کالونی میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا، پھر اللہ پاک نے انہیں قطعۂ اراضی عطا فرمایا تو انہوں نے دارالعلوم سکھر کے نام سے خوبصورت تعمیر کے ساتھ تین منزلہ دارالعلوم کی ۲۰۱۵ء میں بنیاد رکھی۔ اس وقت دارالعلوم سکھر میں ۳۵۰ طلبا دورۂ حدیث شریف اور تخصص فی الفقہ سمیت طلبا زیر تعلیم ہیں، جبکہ سابقہ ادارہ جو بیراج کالونی میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے قائم کیا، اس میں تقریباً ۷۵۰ بنات زیر تعلیم ہیں اور درجہ حفظ میں ۱۵۰ طلبا تعلیم و تربیت حاصل کررہے ہیں۔ معلمین و معلمات اور عملہ کی تعداد ۶۲ افراد پر مشتمل ہے، ۱۳ دسمبر کو دارالعلوم سکھر میں تقریباً پون گھنٹہ طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد الفاروق نزد گھنٹہ گھر سکھر: جامعہ مسجد کے امام و خطیب مولانا عبداللطیف اشرفی مدظلہ ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم اعلیٰ اور متحرک عالم دین ہیں۔ ان کے حکم پر ڈویژنل مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے عصر کی نماز کے بعد درس کا اہتمام کیا، جس میں دسیوں نمازیوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد جماعتی ساتھی حافظ محمد مبین کی عیادت کی۔

مدنی مسجد میں بیان: مدنی مسجد آدم شاہ کالونی کے امام و خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم تبلیغ مولانا مفتی محکم الدین مہر ہیں۔ مجلس کے کاموں میں بھرپور دلچسپی لیتے ہیں، مبلغ مولانا محمد حسین ناصر سلمہ اگر سکھر میں ہوں تو ہر جمعہ عصر کے بعد باقاعدہ مجلس ہوتی ہے جس میں مجلس کے معاملات پر مشاورت ہوتی ہے، اور قادیانیوں کی ملک و ملت کے خلاف سرگرمیوں پر باقاعدہ نظر رکھی جاتی ہے۔ مفتی صاحب کے حکم پر ۱۳ دسمبر عشا کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ موصوف ادارۃ الفرقان جامع مسجد اللہ والی سکھر جس کا اہتمام مولانا مفتی عبدالباری مدظلہ کے ہاتھ میں ہے میں درجۂ کتب کے استاذ ہیں، مدنی مسجد پچاس سال پہلے تعمیر ہوئی۔ اس وقت کے حالات کے مطابق ٹھیک تھی، آج وہ تعمیر جدید کا تقاضا کرتی ہے۔ دیکھئے یہ کارِ خیر کس کے حصہ میں آتا ہے؟

جامعہ اشرفیہ سکھر: جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اور مولانا محمد احمد تھانویؒ نے رکھا۔ موخرالذکر ۱۹۷۶ء تک جامعہ کی آبیاری کرتے رہے۔ کریما نام حق سے دورۂ حدیث شریف تک پہنچا دیا، ان کی وفات ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا محمد اسعد تھانوی مدظلہ نے اہتمام سنبھالا۔ موصوف خود کراچی میں رہائش پذیر ہیں، ان کی نیابت ایک عرصہ تک مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ فرماتے رہے۔ مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ ۲۴/فروری ۲۰۱۵ء میں فوت ہوئے تو ان کے فرزند ارجمند جو انگلینڈ میں قیام پذیر تھے انہیں وہاں سے بلاکر جامعہ اشرفیہ کا ناظم اعلیٰ اور مرکزی جامع مسجد کا خطیب مقرر کیا گیا۔ موصوف ایک سلجھے ہوئے خطیب بھی ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر آغا سید محمد تھے، ان کی وفات ۸/مارچ ۲۰۲۰ء میں ہوئی تو مجلس کی امارت کا قرعہ فال بھی قاری جمیل احمد بندھانی سلمہ کے نام نکلا۔ ۱۴/دسمبر دوپہر ۱۲ بجے تا ساڑھے بارہ جامعہ اشرفیہ میں راقم نے عقیدہ ختم

نبوت کے تحفظ کے لئے علمائے دیوبند کا ولولہ انگیز کردار پر روشنی ڈالی، اور چناب نگر کورس کی دعوت بھی دی، درجہ سادسہ سے دورہ حدیث شریف تک کے کئی ایک طلبا نے شرکت کا ارادہ کیا۔ جامعہ کے ایک استاذ مولانا مفتی محمد شفیع مدظلہ نے بتلایا کہ جامعہ اشرفیہ سکھر کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ ہمیشہ اس کے شیخ الحدیث فاضل دیوبند رہے ہے۔ مولانا قاری جمیل احمد بندھانی حفظہ اللہ کی عدم موجودگی میں مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا امداداللہ، مولانا محمد اظہر لغاری نے طلبہ میں پروگرام ترتیب دیا اوران کی نگرانی کی۔ سکھر سے حیدرآباد تک لمبا سفر ہے تو جامعہ اشرفیہ میں ظہر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سفر کا آغاز کیا اور ۱۴، ۱۵ر دسمبر کی درمیانی شب دفتر نواب شاہ میں گزاری۔

حیدرآباد کا تین روزہ تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف کی دعوت پر تین دن کیلئے ۱۵ دسمبر کو حاضری ہوئی۔ ۱۵ دسمبر عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد فاروقیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ خادم جناب محمد قاسم ربانیؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ سے خطاب کیا، پھر مرحوم کے گھر جا کر اس کے بچوں سے اظہارِ تعزیت کیا اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم کے پروگرام میں شرکت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر پیر طریقت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ دوروزہ خانقاہی دورہ پر حیدرآباد تشریف لائے اور آپ نے ۱۵ر دسمبر عشاء کی نماز کے بعد لطیف آباد نمبر ۱۰ کی جامع مسجد میں خطاب کیا اور ذکر و مراقبہ کرایا تو آپ کے ذکر و مراقبہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

خطبہ جمعہ: ۱۸ دسمبر کو راقم نے جامع مسجد فاروق اعظم تلک چاڑی میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ خطبۂ جمعہ میں تقریباً دو ہزار مسلمانوں نے شرکت کی دو ہزار مسلمانوں تک ختم نبوت کا پیغام پہنچایا، جامع مسجد فاورق اعظم کے خطیب قاری محمد عارف ہیں۔

جامع مسجد برکتی چل جاڑی: مسجد کے خطیب قاری مقدارالدین ہیں، عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

مدرسہ ریاض العلوم لیاقت کالونی: مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد عرفان مدظلہ ہیں جن کی دعوت پر امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم تشریف لائے اوران کے خلیفہ حضرت سید امین الدین پاشا مدظلہ بھی تشریف لائے اور خطاب بھی فرمایا۔ راقم الحروف مولانا محمد ابرار سلمہ کی معیت میں حاضر ہوا۔

برکتی مسجد میں مدرسہ تعلیم القرآن فاروق اعظم قائم ہے: مدرسہ کے بانی مولانا قاری عبدالرشید مدظلہ ہیں، موصوف نے قاسم مسجد کے قریب مدرسہ حسینیہ تعلیم القرآن، نیز دارالعلوم ٹرسٹ، توحید مسجد، مدرسہ تعلیم القرآن خدیجۃ الکبریٰ نزد ریلوے جامع مسجد، مدرسہ تعلیم القرآن للبنات نزد قاسم مسجد کے نام سے کئی ایک مدارس قائم کئے ہوئے ہیں، ۵۰۰ سے زائد طلبا و طالبات، ۱۸ معلمین و معلمات کی زیرنگرانی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ نیز ہر جمعہ بعد نماز عصر جامع مسجد قاسم میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مولانا مفتی محمد نعیم میمن صاحب اصلاحی بیان فرماتے ہیں۔ جامع مسجد قاسم چھوٹی گٹی میں راقم نے تقریباً پون گھنٹہ بیان کیا اور سلسلہ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر جہری کرایا جس میں دسیوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ قاری عبدالرشید مدظلہ نے سیرت النبی، عقیدہ ختم نبوت، مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر جیسے موضوعات ذمہ لگائے تینوں موضوعات پر مختصر روشنی ڈالی۔ ۱۷ دسمبر کو جامعہ عائشہ للبنات لطیف آباد نمبر ۶ مولانا محمد اسماعیل کی دعوت پر بنات اور خواتین سے خطاب کیا۔

جامع مفتاح العلوم حیدرآباد: قدیمی جامعہ ہے جس میں بڑے بڑے علمائے کرام درس دیتے رہے۔ دورۂ حدیث شریف تک سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ آج کل جامعہ کے مہتمم کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی مدظلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ صبح ساڑھے گیارہ تا ساڑھے بارہ بجے تک بیان ہوا۔ مولانا سیف الرحمٰن آرائیں، مولانا حبیب اللہ اسی ادارہ میں استاذ ہیں۔ اسی روز نماز ظہر کے بعد جامعہ ابی ابن کعبؓ میں مولانا محمد آفاق مدظلہ کی دعوت پر بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہاں بھی کتب اور حفظ میں سینکڑوں بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد جامع مسجد بلال غوثیہ کالونی کوٹری ضلع جامشورو میں مولانا محمد ابرار سلمہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ کوٹری میں ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد عاصم جلالپوری نے کی۔ مولانا محمد ابرار، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے قادیانیوں اور گوہرشاہیوں کے کفریہ عقائد پر روشنی ڈالی۔ سامعین سے دونوں کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔ ریاض احمد گوہرشاہی نے کوٹری کو مرکز بنایا ہوا تھا۔ مولانا توصیف احمد سلمہ نے ان کا بھرپور تعاقب کیا، موجودہ مبلغ مولانا محمد ابرار بھی محنتی نوجوان عالم دین ہیں۔ جہاں ان فتنوں کا سنتے ہیں بلاتاخیر جا کر امت مسلمہ کے ایمان کا تحفظ کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں!

چوتھی قسط

مولانا سعد کامران

مرزا صاحب کی جھوٹی پیشگوئی نمبر ۸:

بہت بڑے زلزلے کی پیشگوئی:

4/اپریل 1905ء کو ہندوستان میں جب بڑا زلزلہ آیا تو مرزا صاحب نے سمجھا کہ اس کے بعد بھی زلزلے آئیں گے تو میں پہلے ہی پیشگوئی کر دیتا ہوں تاکہ اگر زلزلہ آجائے تو میں کہوں گا کہ دیکھو میں نے پہلے ہی پیشگوئی کی تھی۔

لیکن مرزا صاحب اپنی اس پیشگوئی میں بھی ’’کذاب‘‘ ثابت ہوئے۔ آیئے مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کی تفصیل دیکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے 8/اپریل 1905ء کو ایک اشتہار شائع کروایا، جس میں لکھا تھا:

’’آج رات کے تین بجے خدا کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی۔ تازہ نشان کا دھکہ ’’زلزلة الساعة‘‘ خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو ایک نشان کا دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا۔ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ وہ زلزلے سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن تک ظاہر ہوگا یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا۔ یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا یا کچھ اور قریب یا بعید۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، ج:2،ص:634،جدید ایڈیشن دو جلدوں والا)، (مجموعہ اشتہارات، ج:3، ص:522، تین جلدوں والا پرانا ایڈیشن)، (تذکرہ،ص:449,450،جدید ایڈیشن 2004ء)

اس کے علاوہ 14/اپریل 1905ء کو بھی مرزا صاحب نے اپنا ایک کشف سنایا:

’’میں قادیان کے بازار میں گاڑی پر سوار ہوں، اس وقت زلزلہ آیا، مگر ہم کو کوئی نقصان اس زلزلہ سے نہیں ہوا۔‘‘

(تذکرہ،ص:453،جدید ایڈیشن 2004ء)

اس کے بعد 15/اپریل 1905ء کو مرزا صاحب نے آنے والے زلزلے کے بارے میں ایک پوری نظم لکھی، جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

ایک نشان ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات، شہر و مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم،ص:120،مندرجہ روحانی خزائن، ج:21،ص:152,151)، (تذکرہ،ص:454، جدید ایڈیشن 2004ء)

اس کے بعد 18/اپریل 1905ء بھی مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کروایا۔ جس میں لکھا تھا:

’’9/اپریل 1905ء کو بھی مرزا صاحب نے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی جو نمونہ قیامت اور ہوشربا ہوگا، چونکہ دو مرتبہ مکرر پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقع پر مجھے مطلع فرمایا ہے، اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثے کو یاد دلاؤں دور نہیں خدا تعالیٰ نے چاہا کے اب دوسرا نشان دکھادیں تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ پر ڈیرے لگالیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، ج:2، ص:638,637،جدید ایڈیشن دو جلدوں والا، اشتہار 29/اپریل 1905ء)، (مجموعہ اشتہارات، ج:3، ص:526، پرانا ایڈیشن تین جلدوں والا، اشتہار 29/اپریل 1905ء) (جاری ہے)

وفیات

(۱) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دیرینہ کارکن مولانا ابرار زمان کی والدہ اپنے آبائی گاؤں میں انتقال کر گئیں۔

(۲) مجلس کے بزرگوں کے عقیدت کیش حبیب الرحمٰن خان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

(۳) مدرسہ فاطمۃ الزہرا للبنات انعم ہومز ملیر کے نگران محمد امام حسین رضا کی والدہ کا بھی وصال ہوگیا ہے۔

قارئین سے تمام مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

بقیہ:....اداریہ

گھر پر تشریف لائے، حضرت والد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیوں کہ وہ والد صاحبؒ کے شاگرد تھے اور اپنا کچھ زیور، کچھ نقدی، کچھ امانتیں اور ایک وصیت نامہ لکھ کر والد صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا، کہا کہ: حضرت! میں تو اب جا رہا ہوں جلسہ گاہ میں یا تو اس جلسے کو روکنے میں کامیاب ہو جاؤں گا ورنہ شہید ہو جاؤں گا۔ یہ چیزیں آپ کے پاس امانت ہیں، وصیت نامہ کے مطابق ان کو تقسیم فرما دیجئے۔ میری ایک بیوی ہے، کوئی بچہ نہیں ہے میں شہید ہو جاؤں تو عدت کے بعد اسے وطن بھیجنے کا انتظام فرما دیجئے۔‘‘

وہ بندۂ خدا تو والد صاحب کے پاس امانت اور وصیت رکھوا کر چلے گئے، مجھے پتا چلا تو میں اور میرے برادر بزرگوار جناب محمد ولی رازی اور میرے پھوپھی زاد بھائی جناب فخر عالم بھی جلسہ گاہ کو روانہ ہو گئے۔ راستے میں زبردست پہرے تھے، داڑھی والوں کو جلسے کے پاس تک نہیں جانے دے رہے تھے۔ میری داڑھی ابھی نکلنی شروع ہوئی تھی بہر حال کسی نہ کسی طرح ہمیں پہنچنے کا موقع مل گیا۔ وہ جلسہ گاہ ایک جیل سی بنی ہوئی تھی کیوں کہ مسلمانوں نے اس جلسہ گاہ کا گھیراؤ کر رکھا تھا، کوئی قادیانی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ اندر جانے کے لئے فوجی پہرے تھے، جس کے ذریعہ قادیانی اندر جاتے تھے لیکن انہوں نے لاؤڈ اسپیکر باہر دور تک لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کھمبوں کو اکھاڑنا شروع کیا جن پر لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے تھے۔ ان کی بتیوں کو پتھر مار مار کر توڑنے لگے۔ آس پاس جو مسلمان جمع تھے، ان کے سامنے کسی نے یہاں تقریر شروع کر دی، کسی نے وہاں، اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے جلسے کو درہم برہم کر دیا۔ پولیس آ گئی، بھگدڑ مچی، پولیس نے گولی چلائی، ہمیں گھیر کر لاٹھی چارج کیا۔ جس میں کئی لاٹھیاں میرے بھی لگیں۔ مگر پھر الحمدللہ! کراچی میں قادیانیوں کا کوئی قابل ذکر جلسہ نہ ہو سکا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت:

یہ آگ جو مسلمانوں کے دلوں میں لگی ہوئی تھی، بڑھتی چلی گئی۔ کیوں کہ قادیانیوں کو بڑے بڑے عہدوں پر رکھا جا رہا تھا اور غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی وہ مشہور تحریک چلی، جس میں صرف لاہور میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں، پاکستان میں سب سے پہلا مارشل لاء وہیں لگا تھا۔ پورے پاکستان میں ایک آگ تھی اور ہر مسلمان بے تاب تھا کہ اپنی جان ناموس رسالت ﷺ اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے قربان کر دے۔

جس دن تحریک شروع ہونے والی تھی وہ جمعہ کا دن تھا، لیکن راتوں رات تحریک کے تمام علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ پورے پاکستان میں جس شہر میں جہاں کوئی عالم دین تحریک کا سرگرم نمائندہ تھا، گرفتار کر لیا گیا اور پھر ان پر فوجی عدالتوں میں مقدمے چلے، فوج کا حکم یہ تھا کہ کوئی شخص گھر سے باہر نہ نکلے، گلیوں کے اندر بھی نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ فوج نے مورچے سنبھالے ہوئے تھے اور مشین گنیں نصب کر رکھی تھیں اور فوج کو یہ حکم تھا کہ جس کو باہر دیکھو، گولی مار دو۔ بکتر بند گاڑیوں میں فوجی جوان اپنی مشین گنیں تانے ہوئے لاہور کی سڑکوں پر گشت کر رہے تھے۔

میری بہن اور میرے بڑے بھائی صاحب کا گھر لاہور میں ہے، وہ اپنے گھروں میں سے یہ سب نظارے دیکھتے تھے۔ حکم یہ تھا کہ کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ لیکن اچانک ایک گلی سے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا ایک دستہ نمودار ہوتا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھتا اور اپنے کھلے ہوئے سینوں کی طرف اشارہ کر کے کہتے: گولی یہاں مارو، یہاں مارو۔ اور فوج جس میں قادیانی بھی گھسے ہوئے تھے وہ مشین گنوں سے تڑتڑ

گولیاں چلاتی، لیکن جلوس کا کوئی آدمی پیچھے نہیں بھاگتا تھا، وہیں گر کر شہید ہو جاتا تھا۔ ابھی یہ خون ریزی ختم نہ ہوتی کہ دوسری گلی سے ایسا ہی جلوس نکلتا، پھر تیسری سے، پھر چوتھی سے، پھر پانچویں سے، ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ صرف لاہور کے اندر دس ہزار مسلمانوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔ (رحمھم اللہ اجمعین)

مخلصانہ قربانیوں کے اثرات:

وقتی طور پر وہ تحریک بظاہر ناکام ہوگئی، کیوں کہ ظفر اللہ اسی طرح وزیر خارجہ رہا اور قادیانیوں کو حکومت نے غیر مسلم اقلیت بھی قرار نہیں دیا۔ مسلمانوں کا کوئی مطالبہ نہ مانا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے میں دی جانے والے قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اس کے اثرات کبھی فوراً ہو جاتے ہیں، کبھی دیر لگتی ہے، کبھی وہیں ظاہر ہو جاتے ہیں، کبھی دوسری جگہ۔

آپ نے دیکھا، غزوۂ خندق میں جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھودنے میں مشغول تھے اور چھ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا، وہ خندق ساڑھے تین میل میں پھیلی ہوئی تھی، کھدائی کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو دس دس آدمیوں کی جماعت میں تقسیم کر کے ہر جماعت کو دس گز خندق کھودنے کا ذمہ دار بنایا تھا۔ جس جماعت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے (انہی کی رائے پر انہی کے مشورہ سے اس خندق کے کھودنے کا فیصلہ ہوا تھا)، ان کی کھدائی میں ایک بہت سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی بلکہ اس کوشش میں ان کے اوزار بھی ٹوٹ گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ٹھہرو! میں خود اترتا ہوں۔'' بھوک کی وجہ سے آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا، ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی، آپ نے دعا پڑھ کر کدال سے اس چٹان پر ضرب لگائی تو اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔

آپ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں، اللہ کی قسم! شام کے سرخ محلات اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے دوسری بار دعا پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا دوسرا تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں، اللہ کی قسم! مدائن کے قصر ابیض کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔'' تیسری بار آپ ﷺ نے دعا پڑھ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں، اللہ کی قسم! میں صنعا (شہر) کے دروازوں کو اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔''

دیکھئے! کھدائی مدینہ منورہ میں ہو رہی تھی لیکن فیصلہ ملک شام کی فتح کا ہو رہا تھا، کدال کی ضرب یہاں پڑ رہی تھی، خوشخبریاں ایران، فارس اور یمن کی فتوحات کی مل رہی تھی...... فاقہ کشی اور کھدائی کی مشقت یہاں جھیلی جا رہی تھی، لیکن اس کے نتائج وہاں مرتب ہو رہے تھے۔ قربانی آج دی جا رہی تھی، اس کے ثمرات کئی سال بعد مرتب ہو رہے تھے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت:

اسی طرح ۱۹۵۳ء کے شہیدوں کا لہو کئی سال بعد رنگ لایا۔ ۱۹۷۴ء میں یہ تحریک دوبارہ اٹھی۔ اس مرتبہ اس کی قیادت حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے ہاتھ میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بار فتح مبین عطا فرمائی۔ پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور اس مقصد کے لئے پاکستان کے آئین میں ترمیم کی گئی۔ لیکن اس مقصد کی تکمیل کے لئے کئی قانونی اور انتظامی

اقدامات ضروری تھے تاکہ قادیانی خودکو مسلمان کہہ کر لوگوں کو دھوکا نہ دے سکیں۔اللہ تعالیٰ نے ان قانونی اور انتظامی اقدامات کی سعادت صدر پاکستان شہید ضیاءالحق مرحوم کو عطا فرمائی۔مسلمانوں اور علماء کرام کے مطالبے کے مطابق انہوں نے آرڈیننس نافذ کیا۔جس کے بعد الحمدللہ! پاکستان میں اب قادیانیت کا مسئلے طے ہوگیا۔اب وہاں کسی قادیانی کو جرأت نہیں ہے کہ وہ اسلام کے نام پر قادیانیت کا فریب دے سکے یا اسلامی اصطلاحات کو قادیانیت کے لئے استعمال کرے، یا اپنے آپ کو قادیانی بھی کہے اور مسلمان بھی کہے۔جیسا کہ مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہ نے ابھی آپ کو وہ آرڈی نینس پڑھ کر سنایا ہے۔''(عقیدہ ختم نبوت اور اس کا تحفظ،ص:۱۷تا۲۷)

قارئین کرام!(۱) پاکستان کے پہلے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ تھے۔(۲) آپ کے وصال کے بعد حضرات علمائے کرام نے حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کو مفتی اعظم پاکستان قرار دیا۔(۳) حضرت مولانا مفتی ولی حسنؒ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں پورے کراچی کے علماء کا اجلاس تھا۔محترم جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے مفتی اعظم پاکستان کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کا نام پیش کیا جو متفقہ طور پر منظور ہوا۔

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کی رحلت کے بعد ہمیشہ کی طرح ہماری کراچی کی دینی قیادت اب بھی اس منصب کو پُر کرنے کا اعلان کرے۔ہماری رائے میں تو شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اس کے لئے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔لیکن حسب روایت کراچی کے حضرات حسب سابق سبھی اہم حضرات سے مشاورت کے بعد اس منصب کے لئے اعلان فرمادیں۔

یاد آیا کہ ایک بار حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا قاضی احسان احمد، حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی سے ملے اور چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں شمولیت کے لئے درخواست گزار ہوئے۔آپ نے وعدہ فرمایا لیکن اچانک اپنی کسی مجبوری کے تحت اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی مدظلہم کو نمائندگی کے لئے بھیجا۔ان کا بیان ہوا۔

چند برس پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور نے بادشاہی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس رکھی۔اس میں آپ نے شرکت سے سرفراز فرمایا، نام تو یاد نہیں البتہ ختم نبوت پر کوئی کتاب یا رسالہ بھی لائے جو اسٹیج پر موجود علماء کرام میں تقسیم ہوا۔

خوشی ہے کہ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی سے کراچی مجلس کے رہنماؤں کا بہت احترام ومحبت کا رابطہ ہے۔مجلس کے تربیتی اجتماعات میں آپ کے بیانات ہوتے رہتے ہیں۔

یوں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ کی دوسری اور تیسری نسل بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمہ تن برسرمیدان ہے، حق تعالیٰ شانہ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائیں۔آمین بحرمۃ النبی الکریم!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

بمقام
مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
سالانہ 30واں
ختمِ نبوت کورس
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیرِ اہتمام
کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ سادسہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے ✹ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی ✹ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ ✹ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے
بتاریخ
25 فروری 2023ء تا 19 مارچ 2023ء
زیرِ سرپرستی
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولیٔ کامل
حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی نقشبندی مجددی حفظہ اللہ صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
درخواستوں کیلئے پتہ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670